ماہنامہ
# نعت
لاہور

# ظہورِ قدسی

ماہنامہ نعت لاہور

جلد ۹    اگست ۱۹۹۶ء    شمارہ ۸


# ظہور قدسی


ایڈیٹر: راجا رشید محمود

ڈپٹی ایڈیٹر: شہناز کوثر

اظہر محمود

مینجر: اختر محمود

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

قیمت ۱۵ روپے (عام شمارہ)
۶۰ روپے (اشاعتِ خصوصی)
۲۰۰ روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر

خطاط: منظر رقم

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بک بائنڈنگ ہاؤس، ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور



اظہر منزل۔ مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ

لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰ فون ۷۴۶۳۶۸۴

## فہرست

☆

☆

"چمنستان دہر میں بار ہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں' چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں۔ لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیئے۔ سیارگان فلک اسی دن کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جاں نواز کے لئے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنان قضا و قدر کی بزم آرائیاں' عناصر کی جدت طرازیاں' ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں' ابر و باد کی تردستیاں' عالم قدس کے انفاس پاک' توحید ابراہیم' جمال یوسف' معجز طرازی موسیٰ' جاں نوازی مسیح ---- اسی لئے تھے کہ یہ متاع گراں ارز' شہنشاہ کونین ﷺ کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی صبح وہ صبح جاں نواز' وہی ساعت ہمایوں' وہی دور فرخ فال ہے' ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے' آتش کدہ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں' بلکہ شان عجم' شوکت روم' اوج چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتش فارس نہیں' بلکہ جحیم شر' آتش کدہ کفر' آزر کدہ گمرہی سرد ہو کر رہ گئے' صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ بت کدے خاک میں مل گئے۔ شیرازہ مجوسیت بکھر گیا۔ نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے ---- توحید کا غلغلہ اٹھا' چمنستان سعادت میں بہار آ گئی' آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔ اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک

اٹھا ------- یعنی یتیم عبداللہ، جگر گوشہ آمنہ، شاہ حرم، حکمران عرب،
فرماں روائے عالم، شہنشاہ کونین ﷺ عالم قدس سے عالم امکاں میں تشریف
فرائے عزت و اجلال ہوا، صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم"۔

شبلی نعمانی (سیرت النبی ﷺ جلد اول)

☆

"جب سورج کی روشنی ذرہ پر پڑتی ہے تو وہ چمکنے لگتا ہے۔ لیکن اس کی
چمک کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ سورج بھی اتنا ہی روشن ہے جتنا یہ ذرہ۔ یہ
تحریر حضور ﷺ کی خوبیاں اتنی ہی دکھلائے گی، جتنی ذرہ سورج کی روشنی کو
دکھلایا کرتا ہے ----- بہار کا موسم تھا، صبح صادق کی روشنی پھیل چکی تھی۔
سورج ابھی نہیں نکلا تھا کہ ماہ ربیع الاول کی ۹ تاریخ کو سرور کائنات ﷺ پیدا
ہوئے۔ دن دوشنبہ کا تھا۔ حضور ﷺ کے باپ کا نام عبداللہ ہے۔ عبودیت
حضور ﷺ کے خون میں شامل تھی۔ حضور ﷺ کی والدہ مکرمہ کا نام آمنہ
خاتون ہے۔ امن کے شکم میں حضور ﷺ نے پرورش پائی، حضور ﷺ کی
دایہ کا نام حلیمہ ہے۔ حلم اور بردباری کا دودھ حضور ﷺ نے پیا -----
آفتاب کی سفید و صاف روشنی کائنات میں نور و حرارت پیدا کرنے والی ہے۔
علماء نے اس روشنی میں سات مستقل رنگ معلوم کئے ہیں۔ اور جب ان ساتوں
نے بحکم وحدت بیضا و نقیہ بن کر عالم افروزی کی، تب اس کا نام ضیائے آفتاب
ہوا۔ قرآن مجید نے نبی ﷺ کو سراج منیر کہا ہے اور یہ بتلا دیا ہے کہ حضور
ﷺ کی ذات گرامی میں ہفت اقلیم عالم کی رہبری کے رنگ جمع ہیں اور
جامعیت کا یہ نور ہر ایک نزدیک و دور کا باصرہ افروز و بصیرت افزاء ہے"۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری (اسوہ حسنہ)



☆

"خوشخبری ہو کہ اس ماہ ربیع الاول کا چاند طلوع ہوا جو اسلام کی بہار کا
مہینہ ہے، وہ مہینہ جس میں ہدایت کی صبح نمودار ہوئی اور نیکی کے چشمے نکلے۔ وہ
مہینہ جس میں وہ شخص ظاہر ہوا جو عرب کو تاریکی سے روشنی میں، جہالت سے
علم میں، وحشت سے تہذیب، کفر سے توحید، ذلت و پستی سے عزت و فضائل کی
طرف لایا۔ پس اس وقت مذہبا" سب سے بڑی قوم کے نزدیک سب سے بڑا
مہینہ ہے اور مذہب خدا کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

وہ مہینہ ہے جس کے لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کا مسرت، تبسم،
خوشی کے ساتھ استقبال کریں کیونکہ اس مہینے میں جب کہ قریب تھا کہ اس کا
چاند ماہ کامل ہو جائے تو زمین و آسمان کا بدر کامل طلوع ہوا اور زمین و آسمان خدا
کے نور سے چمک اٹھے۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم اس مہینے کے لئے خوشی کریں
جس میں ہمارے نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے اور ان کی وہ روشنی چمکی جو کبھی
چھپنے والی نہیں ہے۔ جب تک آسمان و زمین ہیں، جس سے کفر کے بادل چھٹ
گئے۔ شرک کی تاریکیاں مٹ گئیں، بت پرستی معدوم ہو گئی اور زمین کے ٹیلوں
پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

یہ وہ مہینہ ہے جو ہماری قابل عزت تاریخ کا دیباچہ ہے اور ہمارے
روشن دنوں کی صبح ہے۔ خدا اس بندے پر اپنی رحمت نازل کرے جس نے اس
مہینے کو ولادت نبوی ﷺ کی یادگار اور مجلس میلاد کا زمانہ بنایا"۔

سید سلیمان ندوی (میلاد النبی ﷺ مرتبہ راجا رشید محمود۔ ۱۹۸۸)

☆

قبل اس کے کہ محسن انسانیت جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے درود و ولادت کا ذکر کر چھڑے، یہ شعور بھی ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کن حالات میں ہوئی۔ دنیا میں کتنے حکمران اور فاتحین، فلسفہ طراز اور دانائے راز، واعظان شیریں مقال اور خطیبان آتش نوا، کتنے ہی بانیان مذہب اور معلمین اخلاق، مصلحین اور مقنن پیدا ہوئے۔ لیڈر اٹھے جنھوں نے جماعتیں اور پارٹیاں بنائیں۔ طوفانی شخصیتیں ابھریں جنھوں نے طرح طرح کے انقلاب برپا کیے۔ ہر ایک اس دعوے کے ساتھ آیا کہ وہ زندگی کی ساری گتھیاں سلجھا دے گا۔ ہر کسی کو زعم رہا کہ وہ انسانیت کو امن و خوشحالی اور خیر و فلاح کی دولت سے مالا مال کر دے گا۔ مگر ان ساری کوششوں کو ہم سرسری اور سطحی، وقتی اور جزئی حد تک اثر انداز ہوتا دیکھتے ہیں۔ پھر ان کوششوں سے کوئی خیر نمودار ہوئی تو اس کے ساتھ شر نے بھی سر ابھارا، کچھ نیکیاں آئیں تو کچھ برائیوں نے بھی پیشقدمی کی، ہم جدھر بھی دیکھتے ہیں تاریخ میں حق و باطل۔ صدق و کذب، عدل اور ظلم اور حلال و حرام کے مرکبات پائے جاتے ہیں۔ ہاں ایک انبیائے مرسلین کی صف ایسی ہے جن کا جب بھی اٹھا۔ صرف سچائی اور نیکی، اور پوری سچائی اور نیکی کو لے کر اٹھا۔ اور یہ خصوصیت بھی صرف انبیاء ہی کی ہے کہ جس نے ان کی دعوت قبول کی اس کے اندرون سے تبدیلی رونما ہوئی۔ پھر اس کی ذات کے ساتھ ساتھ، اس کے گھر کی فضا، اس کے کاروبار کا راستہ، اس کے آمد و خرچ کا نقشہ، مختلف لوگوں کے ساتھ اس کے رویے، سب کچھ بدل گیا۔



حضور پاک ﷺ نے جس دور میں زمین پر پہلی سانس لی۔ اس وقت پوری انسانیت تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، کہیں دور وحشت طاری تھا، کہیں شرک و بت پرستی کی لعنت مسلط تھی، کہیں جنگ و جدل کا سلسلہ چل رہا تھا۔ مصر، ہندوستان، بابل اور نینوا اور چین اور یونان میں جیسی کچھ تہذیب بھی تھی۔ وہ اپنی تمام شمعیں گل کر چکی تھی۔ کنفیوشس اور مانی کی تعلیم دم بخود تھی۔ ویدانیت اور بدھ مت کے تصورات سربگریباں تھے۔ جسٹینن کا ضابطہ اور سولن کا قانون بے بس تھا۔ رومی اور ایرانی تمدنوں کی ظاہری چمک دمک کے باوجود بادشاہ خدا بنے ہوئے تھے۔ جاگیردار طبقوں اور مذہبی عناصر کی ملی بھگت قائم تھی۔ عوام سے بھاری ٹیکس اور رشوتیں اور خراج اور نذرانے وصول کیے جاتے تھے۔ ان سے جانوروں کی طرح بیگاریں لی جاتی تھیں۔ دونوں سلطنتوں کی آپس کی جنگوں میں کبھی ادھر کے لوگ پستے تھے، کبھی ادھر کے لوگ کچلے جاتے تھے۔ ان کی کوئی آواز نہ تھی۔ وہ ظلم کے خلاف احتجاج نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے مسائل کا کوئی حل نہ تھا۔ ان کی روحیں چیختی تھیں۔ مگر پکار کا کوئی جواب کسی طرف سے نہ ملتا تھا۔

خود عرب میں عاد ثمود کے ادوار میں اور سبا اور عدن اور یمن کی سلطنتوں کے سائے میں کبھی تہذیب نے انگڑائی لی تھی۔ مگر اب ان تباہ شدہ قوموں کے آثار پر سناٹا طاری تھا۔ بقیہ عرب میں تمدن کی صبح ابھی تک ظہور پذیر نہیں ہوئی تھی۔ ہر طرف انتشار تھا۔ جنگ و جدل اور لوٹ مار کر دور دورہ تھا۔ شراب اور زنا اور جوئے سے ترتیب پانے والی جاہلی ثقافت زور پر تھی۔ قریش نے بت پرستانہ مذہبیت کے ساتھ کعبے کی مجاوری کا کاروبار چلا رکھا تھا۔ یہود نے کتاب اللہ میں مسخ و تحریف کر کے کلامی اور فقہی موشگافیوں کی دکانیں چلا رکھی تھیں، مکہ اور طائف کے مہاجنوں نے سود کے جال پھیلا رکھے تھے۔

یہ تھے بحرانی حالات جن کی طبق بر طبق تاریکیوں کے مقابلے میں قائد

انسانیت محمد ﷺ یکہ و تنہا بہت بڑی تبدیلی کا پیغام لے کر اٹھے۔ آپ ﷺ کی پیدائش مکہ کے مقام پر ہوئی جو حضرت ابراہیمؑ کا قائم کردہ مرکز توحید تھا اور جہاں سے ایک بار پھر حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے مطابق دین ابرہیمی کا ابھار، خدا کے آخری نبی ﷺ کی محنتوں سے ہونے والا تھا۔

نعیم صدیقی (سید انسانیت ﷺ)

☆

"یہ کون آیا جس کے آنے سے فارس کا آتش کدہ ٹھنڈا ہوا، شاہان زمانہ لرزہ بر اندام ہوئے، شاہی محلات میں زلزلہ آگیا۔ دنیا کا ہر بت سرنگوں ہوا، سمندر ساوہ سراب میں بدل گیا، طاغوتی طاقتوں کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ ابلیس سر پیٹنے لگا، ادھر اس کے نور سے سب جہاں جگمگانے لگا، ادھر کعبہ معظمہ پے تعظیم ان کی طرف جھکا جانے لگا۔ آسمانی مخلوق میں ایک مسرت افزا شور سا برپا ہوا۔ روح الامین اپنے علوی لشکر سمیت سلامی کے لیے آ رہا ہے، خلد کی بہار و زیبائش کو دوبالا کیا جا رہا ہے، حور و غلماں کو وجد آ رہا ہے، عرش بریں پر کوئی ترانہ سا گایا جا رہا ہے، باطل و گمراہی کی تاریکیوں پر نور حق چھا رہا ہے، عجیب تر یہ کہ وحوش و طیور کے سینے فرحت و سرور سے مچل رہے ہیں، انعام و بہائم کے چہرے عشق و مستی سے دمک رہے ہیں، آسمان جھک رہا ہے، ماہ و انجم نچھاور ہو رہے ہیں۔ گویا کائنات ارضی کی رگ میں ایک نئی جان جنم لے رہی ہیں۔ ہاں ہاں! آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے"۔

ابوالسرور منظور احمد نوری (نور الحبیب۔ بصیر پور۔ میلاد نمبر)



☆

ابتدائے آفرینش سے لیل و نہار کی ہر گردش نظام فطرت کے مطابق اپنے فطری افعال سرانجام دے رہی ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ اپنے محور پر گھوم رہا ہے۔ آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں۔ رات کی زلفیں ظلمات بکھیر رہی ہیں۔ سورج حرارت پیدا کر رہا ہے۔ دریاؤں کا پانی نشیب کی جانب بہہ رہا ہے۔ نسیم خوشگوار کے جھونکے فضائے بسیط میں زندگی کی نزہتیں بکھیر رہے ہیں۔ روش روش پر گلستان ہستی بہار آفریں ہے اور تمام ارضی و سماوی عناصر اپنے نشو و ارتقا کے اصول طے کر رہے ہیں کہ وادی ام القری کی تمام دلفریبیوں اور جاذبیتوں کا مرکز بنا دیا جاتا ہے۔ رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے۔ جناب عبداللہ کی موت کے چار ماہ بعد عروس کائنات کے دلفریب چہرے پر بہار جاوداں کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ شگفتہ پھولوں کی پنکھڑیاں شاداب و فرحاں ہیں۔ ستاروں کی خمار آلود آنکھیں از سر نو روشن ہو رہی ہیں۔ آفتاب و مہتاب نور افشاں اور تابناک ہیں۔ افق کا دست حنائی زلف حیات کی مشاطگی کے لئے آمادہ ہے فضائیں جھوم جھوم کر تزئین میں محو ہیں۔ شبنم دامان صبح پر موتی بکھیر رہی ہے۔ نسیم خوش گوارا اپنے دامن میں خوشبو کے معطر قرابے لئے وادی ام القری کا طواف کر رہی ہے۔ رہگذاروں کی ریت نکھر کر چمک رہی ہے قرمزی شفق اور نلگیوں آسمان پر گہرا سکوت طاری ہے۔ ساری کائنات کسی نیر عالمتاب کے استقبال کے لئے آنکھیں فرش راہ کئے منتظر ہے۔ ارض و سما کے ساز ہائے سرمدی نغمہ بلب ہیں اور فطرت ہمہ تن گوش ہے۔

کہ یکایک عالم کون و مکاں میں امید کی ایک کرن پھوٹتی ہے۔ قسام ازل کی کرشمہ سازیاں کہ حجاز مقدس کی بے آب و گیاہ وادی کو قیامت تک کے لئے مرجع خلائق اور سجدہ گاہ قدسیاں بنا دیا جاتا ہے۔

ملاء اعلی میں جنبشیں شروع ہیں اور کرہ ارض کو مژدہ سنایا جا رہا ہے کہ آج سے تعمیر انسانیت کی ابتداء ہوتی ہے۔ اب آدمیت کے آئینہ کو جلا بخشی جائے گی۔ غریب امیر، آقا و غلام ایک قطار میں صف بستہ ہوں گے۔ یکجہتی اور مساوات کا دور دورہ ہو گا۔ اب ایک خدا کی پرستش ہو گی۔ حقیقت تلاش کرنے والوں کو عرفان الٰہی بخشا جائے گا۔ اب مسجود ملا یک حضرت آدمؑ کی اولاد کو رستگاری نصیب ہو گی۔

اب نسلی اور جغرافیائی تفاخر کی زنجیریں توڑ دی جائیں گی اور ایک طائر لاہوتی فضائے بسیط میں بال کشا ہو گا۔ اب دنیا بھر کے صنم خانوں میں اذانیں پڑھی جائیں گی۔ اب عشق کو فرزانگی نصیب ہو گی اور فقر کو شکوہ سکندری ملے گا۔ اب دولت دنیا کو استغنائے بوذری بخشا جائے گا۔ اب نگار خانہ حیرت میں رشد و ہدایت کارفرما ہوں گا۔ اب انسانیت کو اعلی اقدار اور بلند مقاصد سے روشناس کرایا جائے گے۔ اب حیرت کدہ رنگ و بو میں انسانی جوہر کو مدارج ارتقاء کی طرف توجہ دلائی جائے گی۔

مشیت ایزدی ملاحظہ فرمائیے کہ قرن ہا قرن تک زمین و آسمان کروڑوں چکر لگا چکے تو گہوارہ طفولیت میں شباب کے آثار پیدا ہوئے۔ جب صحیفہ فطرت کی تکمیل کا وقت آیا تو سینہ کائنات میں وہ کشادگی پیدا ہوئی جس میں دونوں عالم سما جائیں۔

پھر وادی بطحا کی تزئین و آرائش میں کوئی دقیقہ نہ فروگزاشت کیا گیا۔ اجرام فلکی مسکرائے۔ فرشتوں کی نگاہوں میں ایک پیکر نور تصور کی صورت میں چمکا تو افلاک تعظیم کے لئے جھک گئے۔ زمین کو اپنی تاریک پیشانی پر صحرائے حجاز



میں ستارے چمکتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔ فضاؤں میں تہنیت کے غلغلے بلند ہوئے۔ فرشتوں نے نغمہ تبریک گایا۔ ملاء اعلی کی مخلوق مسکرائی۔ تو فضائے کون و مکان میں درود و سلام کی دلنواز صدائیں گونج اٹھیں۔ نومولود کے جلو میں ملائے اعلی کی صدا گونج رہی تھی۔ گھر کی فضا میں ملکوتی حسن لہرا رہا تھا۔ مبارک باد کے نغموں سے پوری کائنات جھوم رہی تھی اور کمرہ بقعہ نور بن رہا تھا۔ آخر حضور رسول کائنات ﷺ نے اس دنیا کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا تو آمنہؓ نے آغوش میں وہ نور سمیٹ لیا جس کے لئے عالم انسانیت ازل سے منتظر تھا۔

یہ آنے والا رحمۃ للعالمین بن کے آیا۔ مشام جاں نواز نے دو جہان میں عطر بیزی اور عنبر فشانی کی۔ نور محمدی ﷺ نے عالم کون و کاں کو جمال و جلال عطا کیا۔ یہی وہ پیکر حسن و رعنائی تھا جس کی نظیر دو عالم میں نہ مل سکے گی اور نظم کائنات کا یہی وہ عدیم النظیر مصرعہ تھا، جسے صانع قدرت نے سب سے آخر میں موزوں فرمایا۔

عبدالکریم ثمر (رسول کائنات ﷺ)

☆

"حضور آئے تو نظام عالم میں انقلاب آیا، دلوں کی سوچ بدلی، عمل کے اطوار بدلے، جن کا کردار ننگ انسانیت تھا، ان کی پاکبازیوں پر قدسیوں کو رشک آنے لگا۔ وہ کیا آئے کہ چمنستان وجود میں خزاں نادیدہ بہار آئی، عرفان کی کلیاں چٹکیں، ایمان کے پھول مہکے، بندے کو خدا سے وہ قرب حاصل ہوا، جس کا نہ تصور تھا نہ گمان۔ رحمت خداوندی کی ایسی بارش ہوئی کہ دنیائے وجود کا ہر ذرہ شاداب ہو گیا"۔

علامہ غلام رسول سعیدی (مقالات سعیدی)

☆

"چمن زار فصل میں بہار آتی ہے تو دلفریب رعنائیوں اور کیف زا لطافتوں' روح پرور نزہتوں اور دلکش رنگینیوں کو اپنے جلو میں لے کر جب اس شان و وقار سے بہار کا ورود ہوتا ہے تو گلشن میں گلہائے رنگا رنگ کھلتے ہیں' غنچے مہکتے ہیں' کلیاں مسکراتی ہیں' عندلیب زار بہاروں کی اس بوقلمونی پر نثار ہوتی ہے اور اپنے کیف آفرین اور دلنشیں نغمات' حسن چمن پر نچھاور کرتی ہے۔ تمام کائنات قدرت کے ان روح پرور مظاہر اور حسن ازل کی دل فریبیوں کی داد دیتی ہے۔ اس کے ساتھ دلاویز بہاروں کا خالق بھی اپنی مخلوق کو مسکراتا دیکھ کر اپنے اس حسن تخلیق پر ناز کرتا ہے اور کائنات کے لیے رحمت و عطا کے دروازے کھول دیتا ہے۔

چنانچہ خالق کائنات کے اس نظام فطرت کے تحت گلستان ہستی پر بہار جاوداں کا ورود ہونے والا ہے۔ نسیم رحمت کی شمیم جان فزا کے دلنواز جھونکے مشام ہستی کو معطر کرنے والے ہیں۔ گویا گلستان حیات میں فصل بہاروں کا اہتمام ہوچکا ہے اور ذرہ ذرہ اس کے خیر مقدم کے لیے بیقرار ہے۔ مشاطہ قدرت زلف گیتی کی تزئین میں مصروف ہے اور عروس کائنات کے چہرہ گلگوں پر فرحت و انبساط کے آثار نمایاں ہیں۔ رحمت الٰہی کی نسیم خوشگوار اور لطافتوں کو اپنے جلو میں لیے ریگزار عرب کے خطہ مقدس کا طواف کر رہی ہے اور عالم لاہوت میں حوران و ملائک نغمات سرمدی سے کائنات کو مسحور کر رہے ہیں"۔

قمر یزدانی (میلاد النبی ﷺ۔ مرتبہ راجا رشید محمود۔ مطبوعہ ۱۹۸۸)



☆

"انسانیت کی نیا' قلزم عصیان و کفر کے ہچکولوں کے حوالے تھی کہ محبوب کبریا علیہ التحیتہ و الثناء نے اس کی ناخدائی کا بیڑا اٹھایا۔ دنیا غلبہ نفس کا شکار تھی' زبردست کی شہنشاہی اور کمزور کی تباہی کے دن تھے' خالق و مالک خدائے لم یزل کے بجائے بے جان بتوں کو معبود بنا لیا تھا' خواہشوں کو پوجا جاتا تھا' عالم انسانیت وحشت و بربریت کا مرقع بن چکا تھا۔ حقوق العباد غصب کرنا "عظمت کردار" کی دلیل بن گیا تھا۔ جہالت کی تاریکیاں اذہان و قلب پر چھا چکی تھیں۔ صداقت و ہدایت کے چشمے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل تھے۔ ایسے میں خدائے وحدہ لاشریک نے ایک بے مثال ہستی کو دنیائے آب و گل میں بھیجا۔ وہ ہستی جسے اس نے سب سے پہلے پیدا کیا تھا' جس کے لیے سب کچھ تخلیق کیا گیا۔ اگر سرکارؐ نہ ہوتے تو فرد کی تخلیق نہ ہوتی' معاشرہ نہ بنتا' ملک وجود میں نہ آتے' زمین و آسمان کا تصور معدوم ہوتا' کائنات معرض وجود میں نہ آتی' اونٹ کی خلقت اور آسمان کی رفعت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا' پہاڑ کیسے نصب ہوتے اور زمین کس طرح مسطوح ہوتی' خدا کا نام لیوا کون ہوتا' اس کی تسبیح و تحمید کون کرتا۔ یہ سب کچھ تو سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیض سے ہے' ان کے وسیلے اور واسطے سے ہے۔ فخر موجودات' سرور کائنات علیہ السلام و الصلوۃ نہ ہوتے تو رب کریم اپنی الوہیت کو ظاہر نہ کرتا' کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس رحمت کی وہ گھٹا ہے جو خشک اور بنجر ریگستانوں پر برسی تو کلفت و ضلالت کے گردباد ختم ہو گئے۔ بے ہودگیوں اور بدعقیدگیوں کی دھول بیٹھ گئی۔ ظلم و استبداد کی حدت مہر و محبت کی خنکی میں تبدیل ہو گئی اور بداخلاقی و بے حیائی کے جھکڑ دم توڑ گئے۔ رحمتہ للعالمینؐ کی باران فیضان و کرم سے انسانیت کو کفر کے تپ سے نجات مل گئی، خیر و برکت کے سبزہ و گل کی افزائش ہوئی اور ظلم و عدوان کے بے برگ و بار ماحول میں لالہ و نسترن کھل گئے"۔

راجا رشید محمود (میرے سرکار ﷺ)

☆

"بہار کا موسم ہے، نہ سردی کی شدت، نہ گرمی کی تیزی۔ خشک زمین کو باران رحمت نے سیراب کر دیا ہے، بلبل چہچہا رہی ہے، غنچے مسکرا رہے ہیں، کلیاں چٹک چٹک کر "یا مصور" کہہ رہی ہیں، پھول مہک مہک کر دماغ کو معطر کر رہے ہیں، چمن میں کیوڑہ اور گلاب کا چھڑکاؤ ہو رہا ہے۔ قبل اس کے کہ سحر ہو، شبنم نے پھولوں کی پنکھڑیوں پر ننھے ننھے خوبصورت موتی جڑ دیے ہیں، سارا گلشن خوشبو سے مہک رہا ہے، ڈالیاں وجد کر رہی ہیں، رات کی سیاہی دور ہو چلی، مغرب کا شاہسوار روشنی کی فوجیں ساتھ لے کر آنے والا ہے، ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم چل رہی ہے، ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی ہے، صحرا سے، آسمان سے، بلبل کے چہچہانے سے، غنچوں کے مسکرانے سے غرض ہر طرف سے یہ صدا آ رہی ہے کہ آج نبیؐ آخر الزمان کا ظہور ہونے والا ہے"۔

میر نذر علی درد کاکوروی (میلاد رسول عربی ﷺ)



☆

"عالم انسانی اندھیروں میں ڈوب چکا تھا۔ کاروان زندگی اپنی راہ و منزل کو گم کر کے بھول بھلیوں میں سرگرداں تھا۔ چونکہ جرم و گناہ تاریکی ہی میں نشوونما پاتے اور کھل کھیلتے ہیں، اس لئے حیات انسانی مجرموں، ظالموں اور استحصالی قوتوں کی محکوم و غلام تھی۔ کوئی فریاد رس و غم خوارانہ تھا۔ رہنما خود گم کردہ راہ تھے۔ تشتت و افتراق اور تضاد و تخالف کی وجہ سے ہر گوشہ حیات میں فساد برپا تھا۔ حیات انسانی کا وجود شرک و بت پرستی سے پارہ پارہ ہو چکا تھا۔ خوف و حزن کے موت افگن سائے پھیل کر کل حیات انسانی کو محیط ہو چکے تھے۔ انسان تضادات کا شکار تھا اور ہر گوشہ حیات میں ابتری و برہمی پھیل چکی تھی۔ روح انسانی بلکہ روح کائنات ہی مضطرب و پریشان اور آتش خوف و حزن میں جل رہی تھی۔ اسے اس نجات دہندہ ہستی کا انتظار تھا جس نے رحمۃ للعالمین بن کر ظہور کرنا تھا۔ وہ ہستی جو مختصر حیات و زمانہ تھی، انسانیت ہی کے لئے نہیں، بلکہ تمام عوالم کے لئے رحمت تمام تھی، وہ ختم الرسل اور خاتم النبیین تھی اور اسے دنیا میں ایک عالمگیر و ہمہ گیر حسین و منور اور مثالی لاثانی انقلاب لانا اور حسین منور مثالی معاشرے کی تشکیل و تعمیر کرنا تھی جس سے تمام بنی نوع انسان نے بالخصوص ابد تک کے لئے مستفید ہونا تھا۔ وہ ہستی تاریخ ساز و عہد آفریں تھی، لہذا رب رحیم و جمیل کی نگاہ میں تھی اور روح انسانیت کو صدیوں سے اس کا انتظار تھا۔

عمر ہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

آخر وہ ساعت سعید اور مبارک دن آگیا جس کا زمانہ منتظر تھا۔ صحرائے عرب کی دوشیزہ سرزمین، بیت اللہ کے امین مکہ معظمہ کا مقدس شہر حضرت عبدالمطلب کا گھر، واقعہ کا پہلا سال ربیع الاول کی ۹ تاریخ اور دوشنبہ کی صبح سعادت تھی کہ صاحب جمال و جلال، نبی رحمت، پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کا ظہور ہوا۔

عالم انسانی پر قیامت کی طویل و سیاہ رات چھائی ہوئی تھی اور وہ جرم و گناہ کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ رشد و ہدایت کا آفتاب درخشاں طلوع ہوا اور انسان پر دنیوی و اخروی کامیابیوں کی راہ منزل وا ہو گئی۔ اس طرح کاروان انسانیت نبی رحمت، پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کی قیادت و متابعت میں ترقی و کامیابی کی راہ پر گامزن ہو گیا۔ اس اعتبار سے یہ انسانیت کے مقدر کی رات اور خیر و برکت میں ان گنت راتوں سے افضل و اعلیٰ تھی۔

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر (پیغمبر اعظم و آخر ﷺ)

☆

"——— آخر وہ روزِ سعید اور مبارک گھڑی آ پہنچی، جس کے انتظار میں زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ بے تاب تھا۔ بہار ابھی کم سن تھی۔ باغ و راغ کے اندر قافلۂ گل آ پہنچا۔ حدِ نظر تک زمین کا دامن پھولوں سے پٹا پڑا تھا، نسیم خوشبو سے مہکی ہوئی تھی کہ حضرت عبداللہ کے کاشانہ میں وہ مہتاب طلوع ہوگیا جس کی ضیا پاشیوں سے شبِ دیجور کی تاریکیاں اس طرح کافور ہو گئیں جس طرح اس کی علمی نُور افشانیوں سے آگے چل کر، جہالت کی تاریکیاں دور ہو جانے والی تھیں"۔

سوامی لکشمن پرشاد (عرب کا چاند ﷺ)



☆

"آج محفل کائنات میں کوئی ایسی شمع ضوفشاں دکھائی نہیں دیتی جو اس سراج منیر ﷺ سے کسب ضیاء نہ کر رہی ہو۔ آقائے مدنی ﷺ کی بعثت سے اب تک دنیا میں جس قدر انقلابات آئے اور جنہیں دنیائے انسانی کے لئے موجب خیر و برکت قرار دیا گیا۔ اس کا سرچشمہ ہمیشہ حیات المزمل ﷺ رہی ہے۔

دنیا نے ملوکیت کو آج لعنت قرار دیا ہے مگر سرکار رسالت ﷺ نے اسے اسی وقت فساد عظیم قرار دے دیا تھا۔

دنیا غلامی کو جسد انسانیت کے لئے آج جذام قرار دے رہی ہے مگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسے چودہ سو سال قبل ہی جرم عظیم ٹھہرا دیا تھا۔

دنیا آج ذات پات کی تمیز کو انسانیت کی راہ میں سنگ گراں محسوس کر رہی ہے لیکن فضیلت کے تمام نسبی، نسلی اور علاقائی بت آقا ﷺ نے کب کے پاش پاش کر دیئے تھے۔

دنیا آج انسانوں کی جغرافیائی، نسلی اور لسانی تقسیم کے جہنم میں جل رہی ہے لیکن سب سے پہلے سرور انبیاء ﷺ نے حبش کے غلام اور مکہ کے ہاشمی کو ہم مرتبہ ٹھہرایا تھا۔

دنیا آج سرمایہ داری کے نظام مشیت کو موجودہ عالمگیر مصائب و نوائب کا بنیادی سبب قرار دے رہی ہے لیکن سب سے پہلے رسول عربی ﷺ نے احتکار و اکتناز کو جرم قرار دیا تھا۔

عائلی زندگی میں آج طبقہ نسواں کے حقوق و واجبات پر زور دیا جا رہا ہے لیکن یہ محبوب خدا ﷺ ہی تو تھے جنھوں نے انھیں مرد کے دست تظلم سے نجات دلائی تھی۔

آج دنیا میں قیام امن کا واحد ذریعہ یہ سوچا جا رہا ہے کہ کوئی ایسی جماعت ہو جو متنازعہ مسائل میں حکم کا کام دے۔ لیکن یہ مدنی تاجدار ﷺ ہی تھے جنھوں نے امت وسط کو نوع انسانی کے لئے امن و مسرت کا ضامن ٹھہرایا تھا۔

کرم حسین معصوم (المزمل)

☆

"آپؐ کی ولادت پر بہت سے نشانات ظاہر ہوئے' جن سے اقوام عالم نے جان لیا کہ دنیا جہان کا نجات دہندہ آج مبعوث ہوا ہے۔ تاریخ دان مذہبی مناظر کو ان عجیب و غریب نشانات پر بلا دلیل ایمان لاتے ہوئے دیکھ کر ہنستا ہے۔ ایک محقق اور متجسس کے لیے' جس کا دل تفکر و تدبر کے قدیم انداز سے ہمدردی رکھتا ہے اور جس کا دماغ ان آیات و نشانات سے' جو مسلمانوں کے نزدیک پیغبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر رونما ہوئے' کوئی تعصب نہیں رکھتا' تاریخی تجزیہ کا محتاج ہے۔ ہم جو اس جدید زمانے میں پیدا ہوئے ہیں' افراد اور قوم کی زندگیوں کے معمولی واقعات میں ایک ناقابل مقابلہ قانون کو جاری و ساری دیکھتے ہیں۔ پھر کیا تعجب ہے' اگر آج سے تیرہ سو سال پہلے' لوگوں نے کسی قوم کے آثار کے مٹنے میں خدا تعالی کے ہاتھ کو کام کرتے ہوئے دیکھا اور اسے اس قوم کے اس انجام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پایا جو ان کے ظلم اور ناانصافی کی بدولت یقینی طور پر ہونے والا تھا"۔

سید امیر علی (سرور کائنات ﷺ ترجمہ منصور احمد)



"وجدان نے چودہ سو سال کی الٹی زقند لگا کر پہلے زمانہ کے واقعات کو تخیل کی نظر سے دیکھا۔ دنیا بداعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی۔ کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تلی کھڑی تھی۔ عصیاں کی بجلیاں آسمان پر کوندتی تھیں۔ نیکی' نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ راہ راست سے بھٹکی ہوئی آس اور یاس کی حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے۔ وہ کفر کے اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے قدم اٹھا رہی تھی۔ دیکھو وہ چند قدم چل کر رک گئی۔ سر راہ دوزانو ہو کر عالم یاس میں سینے پر ہاتھ باندھے' گردن جھکائے' مصروف دعا ہو گئی اور نہایت عجز اور الحاح سے بولی' اے نور و ظلمت کے پروردگار! میں غریب اس پرہول اندھیرے میں کب تک بھٹکتی پھروں۔ اے آقا! اپنے کرم سے اس نور کا ظہور کر' جو ظلمت کدۂ دہر کو منور کر دے۔ وہ نور پیدا کر جو بے بصر کو طاقت دید بخشے۔ اس نے آمین آمین کہہ کر سر جھکایا۔ یک بیک اس کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی اور اس کے رخسار نوشگفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے کیونکہ اسے قبولیت دعا کا القاء ہو رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ ستاروں سے زیادہ روشن آنکھیں اٹھائیں' کفر کی گھٹائیں چھٹ رہی تھیں۔ افق مشرق پر محبت کی کہانی سے زیادہ دلکش پو پھٹ رہی تھی۔ آفتاب ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہو رہی تھیں!

20 اپریل 571ھ بمطابق 9 ربیع الاول دو شنبہ کی مبارک صبح کو قدسی

آسمان پر جگہ جگہ سرگوشیوں میں مصروف تھے کہ آج دعائے خلیل اور نوید مسیحا مجسم بن کر دنیا میں ظاہر ہوگی۔ حوریں جنت میں تزئین حسن کیے بیٹھی تھیں کہ آج صبح کائنات کا غازہ نمودار ہوگا، جس کے عالم وجود میں آتے ہی شرک اور کفر کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔ لوگ اپنے پروردگار کو جاننے لگیں گے، نسل اور خون کے امتیاز کی لعنت مٹ جائے گی۔ غلام اور آقا ایک ہو جائیں گے، شبنم نے عالم ملکوت کی ان باتوں کو سنا اور یہ پیام مسرت کرۂ ارض کے کانوں تک پہنچا دیا۔ وہ خوشی سے کھل گئے، کلیاں مسکرانے لگیں۔ دن کے دس بجے بی بی آمنہ کے بطن سے وہ لعل جہاں تاب پیدا ہوا، جس کے لیے قعر مذلت میں گری ہوئی انسانیت کو اٹھانا، غریب اور غلام کو بڑھانا عورت کو مرد کے برابر کر دکھانا، ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔

وہ نومولود زچہ خانہ میں مسکرایا۔ اس کائنات ارضی کا ذکر کیا، فضائے ملکوت میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی کیونکہ دنیا کو سچی خوشی کا سبق اس سے ملنے والا تھا۔ کفر سجدہ میں گر گیا، ادیان باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں۔ عبداللہ کا بیٹا، آمنہ کا جایا، دنیا میں کیا آیا، دنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروف عمل ہوگئیں۔ انسانیت کی تعمیر اخوت و مساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہوئی۔ متلاشیان حق کو ایسا عرفان الٰہی عطا ہوا کہ ماسوئی اللہ کا خوف خود بخود دل سے جاتا رہا۔

عبدالمطلب کو جب معلوم ہوا کہ عمل و اخلاق کی حد کمال نے انسانی پیکر اختیار کر لیا ہے تو دل نے دعاؤں کی پرورش کی۔ اس خیال سے کہ یہ مولود انسان کا ممدوح ہے، اس کا نام محمدؐ رکھا۔ انسانیت کے اس کمال کا عالم وجود میں آنا انسانوں کے لیے کس قدر باعث برکت ہوا، اس کا حال دنیا میں پھیلی ہوئی روشنی علم اور ترقی تہذیب سے پوچھو۔ مسلمان اس دن کو یاد کر کے جتنا مسرور ہو کم ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے دنیا کو مسرتوں سے بھر دیا لیکن



مسلمانوں نے اس خوشگوار یاد کو دل میں تازہ رکھنے کے لیے کیا کیا؟ مولود پڑھا، نعتیں سن کر رات آنکھوں میں کاٹی لیکن جب عین نماز فجر کا وقت ہوا تو سو گئے۔ ہمارے ملک میں میلاد کی محفلوں پر اربوں روپے صرف ہوئے، مگر مسلمانوں کے پاس اپنی اور انسانیت کی تعمیر کے لیے پائی تک نہیں۔ کاش! مسلمان اس دن اپنے چندوں سے تربیت اطفال کے لیے مرکز قائم کریں تاکہ اولوالعزم بچے پیدا ہوں، جو تعلیم اسلام کو عام کریں اور دنیا سے اپنا لوہا منوائیں۔ دنیا کے سب سے بڑے خادم کی یاد تعمیری کام سے منانی چاہیے، صرف نعتیں پڑھ دینے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو تقویت نہیں پہنچ سکتی۔ باتوں سے نہیں، عمل سے اسلام کا بول بالا کرو۔ مخلوق کی خدمت کے لیے مواقع تلاش کرو"۔

چودھری افضل حق (محبوب خدا ﷺ)

☆

"ربیع الاول ---- نور و نکہت کا ایسا موسم جس نے چشم و زدن میں زمانے کے خزاں رسیدہ ماحول کو رشک ارم بنا دیا۔ اسی ماہ منور کی بارھویں تاریخ کو خدا کے محبوبؐ دو عالم کے ممدوح سرزمین گیتی پر آیت نور کی تفسیر بن کر جلوہ گر ہوئے۔ انسانیت کے محسن، صداقت کے پیامی، امن و اخلاق کے داعی، جود و سخا کے پیکر، عفت و حیا کے دلدادہ، حلم و مروت کے خوگر، سراپا رحمت ---- الغرض جملہ کمالات و حسنات سے مزین ہو کر تشریف لائے۔ سارے عالم کو، دنیا کے تمام باطل آستانوں سے ہٹا کر صرف وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں جھکانے کے لیے خاتم الانبیاء، خاتم الرسل بن کر ظلمت کدۂ ہستی میں وہ آئے، جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی، جن و ملک نے جن کی بعثت کے ترانے گائے، بحر و بر نے جن کی آمد کے گیت گائے، عرش تا فرش جن کے قدوم میمنت لزوم کے اعزاز میں بقعہ نور بنا"۔

بدر القادری (میلاد النبی ﷺ مرتبہ راجا رشید محمود۔ ۱۹۸۸)

☆

"جب کائنات کی تر دامنی خشک ہونے لگتی ہے، زمین کا چپہ چپہ پانی کے ایک ایک قطرہ کے لیے ترس جاتا ہے، معصوم اور بے زبان پرندے اپنے گھونسلوں میں پیاس کی شدت سے پھڑپھڑانے لگتے ہیں، درختوں اور پودوں کی بے زبانی، زبان حال سے گرمی و خشک سالی کا ماتم کرنے لگتی ہے، کائنات ارضی کی تمام تر رعنائیاں مضمحل ہونے لگتی ہیں، اس وقت اس عالم کا ایک ایک ذرہ امید و بیم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ آسمان کی گرم و خشک فضا کی طرف نظریں اٹھاتا ہے۔ پروردگار عالم رافت و رحمت کے نقاب میں آتا ہے اور اپنی کائنات کو مایوسی و ناامیدی کے بعد امید کا اور موت کے بعد زندگی کا پیغام دیتا ہے۔

جو پروردگار زمین کی پکار سن کر اسے پانی دیتا ہے، جسم کی بھوک دیکھ کر اسے غذا بخشتا ہے—— وہ یقیناً روحوں کی تشنگی اور دلوں کی بھوک کے لیے بھی سب کچھ کر سکتا ہے، جب اس کی شان ربوبیت درختوں، پتوں اور پھولوں کی پژمردگی نہیں دیکھ سکتی تو بھلا اپنی پیدا کردہ اشرف المخلوق کی روحانی ہلاکت و بربادی کو کیسے دیکھ سکتی ہے—— حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا، سب سے مبارک اور سب سے اہم دن ہے۔ اس دن کو اس وقت تک فراموش نہیں کیا جا سکتا جب تک دنیا کو نیکی اور سچائی کی ضرورت ہے اور جب تک دنیا کو سیدھے راستے کی طلب ہے، اس وقت تک اس دن کی یاد ضرور منائی جائے گی"۔

محمد میاں صدیقی (ولادت نبوی ﷺ)



☆

"رات کے بطن سے دن، تاریکی کے بطن سے نور پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کی یہ زبوں حالی درحقیقت اس کی حیات نو کا پیش خیمہ تھی۔ تاریخ تمدن کے ایک ماہر نے اس مفہوم کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے کہ "معلوم ہوتا ہے کہ جس عظیم الشان تہذیب کو دنیا نے چار ہزار برسوں میں تعمیر کیا تھا۔ وہ تخریب کی آخری حد کو پہنچ گئی تھی اور انسانیت اس دور کی طرف پھر لوٹ جانا چاہتی تھی۔ جس میں نظم و نسق انجانی چیز تھے اور ہر قبیلہ اپنے ہمسایہ کے خون کا پیاسا رہتا تھا۔ پرانی قبائلی بندشیں ڈھیلی پڑ چکی تھیں، اس لئے قدیم شہنشاہی طریقے کارگر نہ ہوتے تھے۔ مسیحیت نے جو نئے اصول چلائے تھے وہ امن و اتحاد پیدا کرنے کے بجائے منافرت اور بدامنی کے محرک نکلے تھے، یہ دور بڑا المناک تھا۔ تہذیب کا دیو پیکر درخت جس کی شادابی عالم درکنار تھی اور جس کی شاخیں ادب اور سائنس کے بیش بہا پھل لایا کرتی تھیں، اب خشک ہو رہا تھا، اس کے تنے کو قوت نمو زائل ہو چکی تھی۔ جنگوں نے اس کی جڑوں کو برباد کر ڈالا تھا اور وہ محض فرسودہ رسموں اور کھوکھلے رواجوں کے سہارے کھڑا تھا، ہر وقت اس کے گر پڑنے کا خطرہ تھا۔ کیا کوئی ذی روح تمدن ایسا تھا جس کے ذریعہ نوع انسانی کو ایک بار پھر یکجا کر کے تہذیب کو بچایا سکتا تھا؟ ضرورت اس کی تھی کہ یہ تمدن نئے طرز کا ہو، کیونکہ پرانے تصورات اور رسومات مر چکے تھے۔ اب ان کے نمونے پر دوسرے اصول اور طریقے مرتب کرنے کے لئے صدیاں درکار تھیں۔

چنانچہ چھٹی صدی کے آخری ثلث میں عرب کے قبیلہ قریش کی ہاشمی

شاخ کے عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھرانے سے آفتاب رسالت طلوع ہوا، جس
نے آن کی آن میں تاریخ انسانی کی رات کو دن میں بدل دیا"۔

ڈاکٹر آصف قدوائی (مقالات سیرت)

☆

"یوم میلاد رسولؐ ـــــ کفر و ضلالت کی بھیانک شب دیجور میں سپیدہ سحری
کی پہلی نمود، وہ دن جس کی بارش انوار کے پہلے چھینٹے سے فارس کا ہزار سالہ
آتش کدہ سرد ہوگیا، وہ دن جس کی عظمت و جلال سے ایوان کسریٰ متزلزل ہوگیا،
وہ دن جس کی برکت سے فرشتوں نے انسان کی چوکھٹ پر جبیں سائی کی، وہ دن
جس کی سعادت سے اللہ کا عرش بندے کا فرش بنا۔

یوم میلاد رسولؐ ـــــ لیل و نہار کی لاکھوں گردشوں کا ماحصل، تخلیق
کائنات کا سبب، ہبوط آدم کا راز، بشریت کی تاریخ کے اہم ترین باب کا وہ
مقدس عنوان جس کی عظمتوں کو شام ابد بھی اپنے دامن میں نہ چھپا سکے گی۔

آج وہ پیدا ہوا جس کے اعجاز مسیحائی سے مرض عصیاں کے بیماروں کو شفا
نصیب ہوئی، آج وہ پیدا ہوا جس کے جود و کرم کے چھینٹوں سے تہی دستان
قسمت کی کشت مراد سرسبز شاداب ہوتی ہے۔ آج وہ پیدا ہوا جس کی گردن
مبارک کی ایک ہلکی سی جنبش پر قبلہ کی سمت بدل گئی۔

آج حضورؐ کا یوم میلاد ہے۔ شاہان کج کلاہ کی سرافگندگی کا دن، بے نواؤں
کی سرفرازی کا دن، انسانی مساوات کے قیام کا دن"۔

سردار علی صابری (میلاد النبی ﷺ۔ مرتبہ راجا رشید محمود۔ مطبوعہ ۱۹۸۸)



☆

ماہ ربیع الاول کا ورود تمہارے لیے جشن و مسرت کا ایک پیغام عام ہوتا
ہے کیونکہ تم کو یاد آجاتا ہے کہ اسی مہینے کے ابتدائی ہفتوں میں خدا کی رحمت
عامہ کا دنیا میں ظہور ہوا۔ اسلام کے داعی۔ برحق کی پیدائش سے دنیا کی دائمی
غمگینیاں اور سرگشتگیاں ختم کی گئیں۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم۔

تم خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے معمور ہو جاتے ہو، تمہارے
اندر خدا کے رسول برحق کی محبت و شیفتگی ایک بے خودانہ جوش و محویت پیدا کر
دیتی۔ ہے تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی کی یاد میں، اسی کے تذکرے میں اور
اسی محبت کے لذت و سرور میں بسر کرنا چاہتے ہو۔

تم اس کے ذکر و فکر کی مجلسیں منعقد کرتے ہو، ان کی آرائش و زینت
میں اپنی محبت و مشقت کی کمائی بے دریغ لٹاتے ہو۔ خوشبودار اور تروتازہ پھولوں
کے گلدستے سجاتے ہو۔ کافوری شمعوں کے خوبصورت فانوس اور برقی روشنی کے
بہ کثرت کنول روشن کرتے ہو، عطر و گلاب کی مہک اور اگر کی بتیوں کا بخور جب
ایوان مجلس کو اچھی طرح معطر کر دیتا ہے، تو اس وقت مدح و ثنا کے زمزموں اور
درود و سلام کے مقدس ترانوں کے اندر اپنے محبوب و مطلوب مقدس کی یاد کو
ڈھونڈتے ہو اور بسا اوقات تمہاری آنکھوں کے آنسو اور تمہارے پر محبت دلوں
کی آہیں اس کے اسم مبارک سے والہانہ عشق اور اس کے عشق سے حیات
روحانی حاصل کرتی ہیں۔

پس کیا مبارک ہیں وہ دل، جنہوں نے اپنے عشق و شیفتگی کے لئے رب

السموات والارض کے محبوب کو چنا اور کیا پاک و مطہر ہیں وہ زبانیں جو سید المرسلین و رحمۃ للعالمین کی مدح و ثنا میں زمزمہ سنج ہوئیں۔

انہوں نے اپنے عشق و شیفتگی کے لئے اس کی محبوبیت کو دیکھا' جسے خود خدا نے اپنی چاہتوں اور محبتوں سے ممتاز کیا اور ان کی زبانوں نے اس کی مدح و ثنا کی' جس کی مدح و ثنا میں خود خدا کی زبان' اس کے ملائکہ اور قدوسیوں کی زبان اور کائنات ارض کی تمام پاک روحوں اور سعید ہستیوں کی زبان' ان کی شریک و ہم نوا ہے۔

جب کہ تم اس ماہ مبارک میں یہ سب کچھ کرتے ہو اور اس ماہ کے واقعہ ولادت کی یاد میں خوشیاں مناتے ہو تو اس کی مسرتوں کے اندر تمہیں کبھی اپنا وہ ماتم بھی یاد آتا ہے جس کے بغیر اب تمہاری کوئی خوشی نہیں ہو سکتی؟ کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے کہ یہ کس کی پیدائش ہے جس کی یاد کے لئے تم سروسامان کرتے ہو؟ یہ کون تھا جس کی ولادت کے تذکرے میں تمہارے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے؟

آہ! اگر اس مہینے کی آمد تمہارے لئے جشن و مسرت کا پیام ہے' کیونکہ اسی مہینے میں وہ آیا جس نے ہمیں سب کچھ دیا تھا' تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی مہینے میں ماتم نہیں' کیونکہ اس مہینے میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا' وہ سب ہم نے کھو دیا۔ اس لئے اگر یہ ماہ ایک طرف بخشنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہو جانا چاہئے۔

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لئے جشن و مسرت کا پیام اس لئے تھا کہ اسی مہینے میں خدا کا وہ فرمان رحمت دنیا میں آیا جس کے ظہور نے دنیا کی شقاوت و حرمان کا موسم بدل دیا۔ ظلم و طغیان اور فساد و عصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں۔ خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا۔ انسانی اخوت و مساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کر دیا اور کلمہ کفر و ضلالت کی



جگہ کلمہ حق و عدالت کی بادشاہت کا اعلان عام ہوا۔

لیکن دنیا شقاوت و حرمان کے درد سے پھر دکھیا ہو گئی۔ انسانی شر و فساد اور ظلم و طغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کے لئے پھل گئی۔ سچائی اور راست بازی کی کھیتیوں نے پامالی پائی اور انسانوں کے بے راہ گلے کا کوئی رکھوالا نہ رہا۔ خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کے لئے تھی' غیروں کو دے دی گئی اور اس کے کلمہ حق و عدل کے غمگساروں اور ساتھیوں سے اس کی سطح خالی ہو گئی۔

پھر آہ! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو' پر اس کے ظہور کے مقصد سے غافل ہو گئے ہو اور وہ جس غرض کے لئے آیا تھا' اس کے لئے تمہارے اندر کوئی ٹیس اور چبھن نہیں۔

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لئے خوشیوں کی بہار ہے تو صرف اس لئے کہ اس مہینے میں دنیا کی خزاں ضلالت ختم ہوئی اور کلمہ حق کا موسم ربیع شروع ہوا۔ پھر اگر آج دنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو' مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟

ابوالکلام آزاد (رسول رحمت ﷺ)

☆

"کسی ایک رہنما اور زعیم کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کیا جاتا ——— اور نہ کیا جا سکے گا ——— کہ اس نے پوری نوع انسانی کی نفع مندی اور سربلندی کے لیے کوئی قابل ذکر کارنامہ سرانجام دیا ہو۔ عالم انسانیت کی فلاح و کشاد کا کوئی اجتماعی ضابطہ اور پروگرام تجویز کیا ہو۔ کوئی ایسا معرکہ بروئے کار لایا ہو جس کی بدولت اس کا اپنا ملک یا قوم نہیں بلکہ اولادِ آدم کے عالمگیر نشو و ارتقا کا سامان پیدا ہوا ہو۔

لیکن ریگ زار عرب کے جس دُرِّیتیم کا جشنِ میلاد آج دنیا میں منایا جا رہا ہے، جس داعیٔ انقلاب کی بارگاہِ عظمت میں ہم آج خلوص و نیاز کی نذر پیش کر رہے ہیں، اس کی داستانِ حیات اور کارفرمائیاں کسی خاص خطۂ زمین اور نسل سے وابستہ نہیں بلکہ اس کی دعوتِ انقلاب میں پوری نوعِ انسانی کی سربلندیوں اور نفع مندیوں کا سامان موجود تھا۔ اس کے نغمۂ حیات نے فاران کی چوٹیوں سے بلند ہو کر فضاؤں میں جو اِرتعاش پیدا کیا، وہ پورے کاروانِ انسانیت کے لیے بانگِ رحیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے اولادِ آدم کو جس مقصدِ حیات کی طرف بلایا، وہ عربوں کے لیے ہی ابدی خوشگواریوں کی نویدِ جاں فزا ثابت نہیں ہوا بلکہ عجم کے شبستان بھی اس کی جلوہ باریوں سے برابر جگمگا اٹھے۔ اس کے مقدس ہاتھوں نے عربوں ہی کی زنجیریں نہیں توڑیں بلکہ ایران و عراق اور روم و شام کی ملوکیت کے بندھنوں کو بھی ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے عطا کردہ فرمودہ تصورِ زندگی نے نوعِ انسانی کی طبیعی زندگی کو ہی حُسن و جمال سے آراستہ نہیں کیا بلکہ طبیعی زندگی کی گہرائیوں میں محوِ خواب لازوال صلاحیتوں کو بھی وہ اٹھان عطا کی کہ آدم اپنی فردوسِ گم گشتہ کو پانے اور اس زندگی کے بعد ابدی خوشحالیوں سے مالا مال ہونے کے قابل ہوگیا"۔

صفدر سلیمی (میلاد النبی ﷺ مرتبہ راجا رشید محمود۔ ۱۹۸۸)



☆

"حضور ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے خونخوار عرب کو عدالت صفت انسان بنا دیا۔ یہ کہہ دینا تو آسان ہے کہ جو بیٹی کا گلا دباتا تھا اسے زندہ درگور کرنے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ وہ انسان کا لحاظ کرنے لگا اور وہ خدا سے ڈرنے لگا۔ لیکن یہ معلوم کرنا شکل ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ پیغمبر ﷺ نے دین سختی یا لالچ کے ذریعہ نہیں پھیلایا بلکہ اصول و نظریات پیش کئے، جو کہا اس پر خود عمل کیا۔ جو بات کو سمجھ جاتا وہ ایمان لے آتا اور برائی کو ترک کر دیتا اور اچھائی کو اختیار کر لیتا۔ سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ پیغمبر ﷺ نے یہ اصول پیش کیا کہ برائی طاقت یا سختی کے ذریعے نہیں رک سکتی بلکہ وقتی طور پر دب جاتی ہے۔ اور جب طاقت کمزور ہوئی برائی سر اٹھانا شروع کر دیتی ہے۔ پیغمبر ﷺ نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ برائی کے راستے کی تمام رکاوٹیں، ہٹا دی جائیں اور انسان کو اتنا بدل دیا جائے کہ وہ برائی کرنے پر قادر ہو مگر برائی کے قریب نہ جائے۔ انسان کی فطرت بد کو تبدیل کر دیا جائے۔ یہ فلسفہ پیغمبر ﷺ نے اس طرح پیش کیا کہ برائی کو مٹانے سے پہلے یہ غور کیا جائے کہ برائی پیدا کیونکر ہوتی ہے۔ ہادی برحق ﷺ نے فرمایا کہ جب تک برائی کا سبب نہ تلاش کیا جائے کہ برائی کیوں ہوتی ہے؟ برائی نہیں مٹے گی۔ حکیم انسانیت نے فطرت انسانی کا طالعہ کیا کہ ہر انسان کے مزاج میں ایک فطری جذبہ ہے۔ وہی جذبہ جب غیر معتدل اور بے ہار ہو جاتا ہے تو برائیوں کا سبب بنتا ہے۔ انسان کا وہ فطری جذبہ کیا ہے وہ جذبہ یہ ہے کہ ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ جو اسے ملے وہ لے لے جو

کچھ وہ حاصل کر سکتا ہے حاصل کرے۔ جس طرح ہو سکے لینے کی کوشش کرے۔
اس فطری جذبے سے کوئی فرد بشر خالی نہیں۔ انسان لینا چاہتا ہے جب تک سچ سے ملتا ہے تو سچ بول کر لیتا ہے۔ جب سچ سے نہیں ملتا تو جھوٹ بولتا ہے۔ یعنی حق سے ملتا ہے تو حقدار بن کر لیتا ہے اور جب حق سے نہیں ملتا تو ناحق لیتا ہے۔ غرض یہ کہ ہر برائی کے پیچھے یہ لینے کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔

دنیا میں ساری برائی کی جڑ یہ لینے کا جذبہ ہے۔ مگر مذہب نے اسی زہر سے تریاق تیار کیا۔ سنکھیا یقیناً زہر ہے مگر حکیم اسی زہر سے ریض کے لئے دوا بنا دیتا ہے۔ حکیم انسانیت معلم انسانیت محسن انسانیت حضور سرور کائنات حضرت محمد ﷺ نے اسی جذبہ کی اصلاح کر کے انسانیت کے امراض کا علاج کیا اور بتلا دیا کہ امن تب ہی قائم ہو سکتا ہے، معاشرے سے بگاڑ تب ہی ختم ہو سکتا ہے، جب لینے والے گھٹیں گے اور دینے والے بڑھیں گے۔ لینے کے جذبہ کا اضافہ فساد کا سبب اور دینے کے جذبہ کا اضافہ امن و آشتی کا مظہر ہے۔

حضور سرور دو عالم ﷺ نے جاہل اور خونخوار عرب کو اسلام کے ذریعے اگر انسان بنایا تو فلسفہ یہی تھا کہ لینے کے جذبہ کو دینے کے جذبہ سے بدل دیا جائے۔ آپ نے لوگوں کو بتایا کہ دنیا بس یہی نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ ایک اور دنیا ہے۔ جس کا نام آخرت ہے۔ آخرت کا تصور اگر نفی کر دیا جائے تو دنیا ظلم و جور سے بھر جائے کیونکہ انسان یہی سمجھے گا کہ جو ملنا ہے وہ یہاں ہی ملنا ہے۔ لہٰذا ہر طرح سے سمیٹ لو مگر رسول رحمت نے لوگوں کو بتایا کہ یہ جہان فانی ہے۔ اور یہاں کی ہر شے مٹنے والی ہے۔ باقی اگر ہے تو وہ آخرت اور اللہ تعالیٰ یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر یہ فانی دنیا تم اس کے حکم کے مطابق بسر کرو گے تو باقی رہنے والی آخرت تمہیں دوں گا۔

کفایت حسین نقوی (مقالات سیرت ۱۹۸۲)



☆

"چمنستان عالم میں ہر طرف باد سموم کے جھونکے مصروف تباہی تھے۔ ریگزار عرب کے ذرے قتل و غارت گری کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے جھلس رہے تھے۔ پوری کائنات انسانی پر جبر و جور کا اندھیرا مسلط تھا۔ انسانی دنیا میں درندگی و بہیمیت پھیلی ہوئی تھی۔ کہیں فتنہ و فساد کی قہرناکیاں تھیں اور کہیں حرمان و نامرادی کی چیخیں سنائی دیتی تھیں۔ انسان بھیڑیوں اور درندوں کی زندگی بسر کرتے اور وحوش و بہائم کی طرح رہتے تھے۔ عصیان و سرگشتگی کی آندھیوں نے ہر سمت بربادیاں پھیلا رکھی تھیں۔ جن گردنوں کو آقائے حقیقی کے سامنے جھکنا چاہیے تھا، وہ خود تراشیدہ بتوں کے سامنے خم ہو رہی تھیں۔ ہر طرف فتنہ باریاں تھیں اور ہر سو قیامت خیزیاں۔ خیال بھی نہ ہوتا تھا، تصور بھی قائم نہ ہوتا تھا کہ کبھی بزم عالم سجائی بھی گئی تھی۔ چرخ نادرہ کار کی کسی گردش نے کبھی اس کرہ ارض کو بھی نوازا تھا اور چمنستان دہر میں بھی کسی دن، روح پرور بہاریں کھیلی تھیں--- کہ یکایک غیرت حق نے کروٹ لی، رحمت الٰہی کے بحر بیکراں میں بندہ نوازیوں کی موجیں بلند ہونی شروع ہوئیں، بندوں کی ضلالت و نامرادی کی طرف معبود کا گوشہ چشم و کرم مبذول ہوا--- چمنستان سعادت میں بہاریں کھلنے لگیں اور پرتو قدس سے اخلاق انسانی کا آئینہ چمک اٹھا یعنی وہ تاریخ آ گئی جس کے انتظار میں آفتاب عالم تاب نے مدت ہائے دراز تک لیل و نہار کی کروٹیں بدلی تھیں، وہ صبح جاں نواز طلوع ہوئی جس کے شوق انتظار میں سیارگان فلک چشم براہ تھے۔ شہنشاہ کونین، تاجدار عرفاں، فرمانروائے کائنات، شاہ عرب، سلطان عجم، صلب عبداللہؓ اور پہلوئے آمنہؓ سے پیدا ہوئے۔ ربیع الاول کی 12 تاریخ تھی کہ ولادت نبویؐ کا نور ایک پردہ ضیا بن کر تمام عالم امکاں پر پھیل گیا"۔

زاہد حسین رضوی (میلاد النبی ﷺ مرتبہ راجا رشید محمود۔ ۱۹۸۸)

"انسانیت ایک سرد لاشہ تھی جس میں کہیں روح کی تپش، دل کا سوز اور عشق کی حرارت باقی نہیں رہی تھی۔ انسانیت کی سطح پر خود رو جنگل اگ آیا تھا، ہر طرف جھاڑیاں تھیں، جن میں خونخوار درندے اور زہریلے کیڑے تھے یا دلدلیں تھیں، جن میں جسم سے لپٹ جانے والی اور خون چوسنے والی جونکیں تھیں۔ اس جنگل میں ہر طرح کا خوفناک جانور، شکاری پرندہ اور دلدلوں میں ہر قسم کی جونک پائی جاتی تھی لیکن آدم زادوں کی اس بستی میں کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔

دفعتاً" انسانیت کے اس سرد جسم میں گرم خون کی ایک رو دوڑی، نبض میں حرکت اور جسم میں جنبش پیدا ہوئی۔ جن پرندوں نے اس کو مردہ سمجھ کر اس کے بے حس جسم کی ساکن سطح پر بسیرا کر رکھا تھا، ان کو اپنے گھر ہلتے ہوئے اور اپنے جسم لرزتے محسوس ہوئے۔ قدیم سیرت نگار اس کو اپنی خاص زبان میں یوں بیان کرتے ہیں کہ کسریٰ شاہ ایران کے محل کے کنگرے گرے اور آتش پارس ایک دم بجھ گئی۔ زمانہ حال کا مورخ اس کو اس طرح بیان کرے گا کہ انسانیت کی اس اندرونی حرکت سے اس کی بیرونی سطح میں اضطراب پیدا ہوا۔ اس کی ساکن و بے حرکت سطح پر جتنے کمزور اور بودے قلعے بنے ہوئے تھے، ان میں زلزلہ آیا۔ مکڑی کا ہر جالا ٹوٹتا اور تنکوں کا ہر گھونسلا بکھرتا نظر آیا۔ زمین کی اندرونی حرکت سے اگر سنگین عمارتیں اور آہنی برج خزاں کے پتوں کی طرح جھڑ سکتے ہیں تو پیغمبرؐ کی آمد آمد سے کسریٰ و قیصر کے خودساختہ نظاموں میں تزلزل کیوں نہ ہوگا"۔

سید ابوالحسن علی ندوی (کاروان مدینہ)



☆

"یہ ربیع الاول کا وہ مہینہ ہے جو خنداں اور تاباں اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ہم پر جلوہ فگن ہوا ہے، جو اپنی پاکیزہ ترین مہک کے ساتھ ہمارے جسم و جان اور اپنی محبوب ترین خوشبو کے ساتھ آفاق عالم کو مہکا رہا ہے اور دنیا کے ہر ہر گوشے کے مسلمان جو خنداں و فرحاں اس کے استقبال میں مگن ہیں، سعادت مندی سے اپنا دامن مالا مال کر رہے ہیں اور اسے پوری توجہ اور بڑے اہتمام سے منا رہے ہیں۔ ٹھہر ٹھہر کر جھوم جھوم کر اپنی مٹھاس بھری آوازوں میں تلاوت کلام پاک میں مشغول ہیں۔ سیرت طیبہ کا تذکر کر رہے ہیں اور شخصیت رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے گوناگوں پہلوؤں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں اور اس سوچ بچار میں ہیں کہ کیسے آپ ﷺ نے انسانیت کو شرک کی تاریکیوں اور بت پرستی کی ظلمتوں سے نکالا اور کیسے انہیں عزت و کرامت سے ہمکنار کیا اور یہ ذکر کر رہے ہیں کہ کیسے آپ کی تشریف آوری کے سبب خوشی کی وجہ سے آسمان و زمین کا چہرہ دمک اٹھا اور اس کا مخلوق نے کس اہتمام سے استقبال کیا۔

یہ گھڑی سعادتوں سے لبریز ہے۔ جس سے نور چھلک رہا ہے اور یہ موزوں وقت ہے کہ جب میں ہم سیرت پاک کا مطالعہ کریں۔ اس کے واقعات کو سمجھیں اور جن اسباق اور پند و موعظت پر یہ مشتمل ہیں ان کو یاد کریں۔ ہمارا یہ عمل ان قوی تر اسباب سے ہے جو ہماری اولاد کو عظمت رسول اور صدق و ایمان کے ساتھ منور اور جلیل اعمال اور عظیم قربانیوں کے ساتھ روشن اور مزین زندگی کی بیش بہا دولت کا شعور دلاتے ہیں اور ان کے دلوں کو جناب رسول اللہ

ﷺ کی محبت، آپ کی تعظیم و توقیر کے ساتھ معمور کرتے ہیں اور یہی عمل اپنی جگہ ان قوی ترین اسباب میں سے ایک ہے جو انہیں شریعت کے ساتھ محبت پر آمادہ کرتے ہیں۔ نتیجہ وہ تعظیم کرنے لگ جاتے ہیں اور اس کے موافق عمل کرنے پر پوری توجہ دیتے ہیں۔

(علموا اولادکم محبت رسول اللہ ﷺ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی۔ اردو ترجمہ "اولاد کو سکھاؤ محبت حضور ﷺ کی"۔ از ڈاکٹر مبارز ملک)

☆

"جب ابنائے آدم تذلل و تسفل کی انتہائی گہرائیوں میں گر چکے تھے، جب خدا کے بندوں کی گردنیں اصنام و اوثان کے سامنے سجدہ ریزی کے لیے وقف ہو گئی تھیں، جب حریت نفس اور آزادی ضمیر کا خاتمہ ہو چکا تھا، جب خدا کے بندے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر خدا کے احکام سے غافل ہو گئے تھے، جب انسانیت کبریٰ پر بہیمیت و نفسانیت پورے طور پر غالب آ گئی تھی اور جب اس خطہ غبرا پر جہالت و ضلالت کی تاریکی پورے طور پر غالب ہو چکی تھی، دنیا کا وہ سب سے بڑا آدمی اور خدا کا سب سے برگزیدہ انسان مبعوث ہوا، جس کی جبین تابناک سے نور حقیقت کی شعاعیں نکل رہی تھیں، جس کے سر منزل شہود پر قدم رکھتے ہی اسعباد و استعمار کی زنجیریں کٹ گئیں ــــ آج کا دن اسی فضل مجسم کے دنیا میں آنے کا دن ہے، جس کی شان رحمتہ للعالمینی نے سپید و سیاہ اور اصغر و احمر کو اپنی آغوش میں پناہ دی، جس کی رافت و عطوفت کا ابر گہربار تمام دنیا پر برسا اور جس کے نور ہدایت سے دنیا کا ہر چھوٹا اور بڑا رہتی دنیا تک فیض یاب ہوتا رہے گا"۔

ظفر علی خاں (میلاد النبی ﷺ مرتبہ راجا رشید محمود۔ ۱۹۸۸)



☆

اخلاقی و ثقافتی پستی اور ہر قسم کی بت پرستی نے مادر گیتی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا، زمین پر بکھرے ہوئے الٰہی و آسمانی مذہب کے ماننے والے امتداد زمانہ کے سبب دین کی صحیح شکل کے بدل جانے اور کسی ذی استعداد رہبر کے نہ ہونے کی وجہ سے جمود و سکوت کا شکار ہو چکے تھے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ زندگی کے بنیادی و اساسی مسائل سے بھی محروم تھے۔ کوئی امید نہ تھی کہ ان بے جان ڈھانچوں میں زندگی اور ساکت و راکد رگوں میں روانی پیدا ہو گی۔

یہی وجہ تھی کہ اہل کتاب ایک غیر معمولی تبدیلی و تغیر کی آس لگائے ہوئے کسی ایسی شخصیت کے انتظار میں تھے جو رشد و ہدایت کے عظیم بار کو اپنے مضبوط کاندھوں پر اٹھائے ہوئے سماج و معاشرہ کو پست و ذلیل نظام سے ترقی یافتہ قانون کے حوالہ کر دے۔

مختصر، انسان بدامنی اور سراسیمگی کے عالم میں بسر کر رہا تھا۔ مسموم فضا میں سانسیں لے رہا تھا اور لو لگائے ہوئے تھا کہ غیب سے کوئی نمودار ہو کر فرسودہ نظام کے ایوان کو منہدم کرے اور ہمارے لئے قانون جدید کا قصر حسین تعمیر کرے۔

ایسا پر آشوب دور تھا جب ہر مکتب خیال کے سر بر آوردہ افراد کسی نہ کسی اعتبار سے ہرج و مرج، بدامنی و ناراحتی کا شکار تھے۔ قوم عرب جغرافیائی اعتبار سے ہر ثروت مندوشہ زور ملک کے لئے چہار سو کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس کی وسیع و عریض زمین سے سبھی تجارتی کارواں کا گذر ہوتا تھا۔ عزت اپنی ہمسایہ

بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں روز بروز ضعف و ناطاقتی محسوس کر رہے تھے۔

ہر دور اندیش و اہل نظر عربوں کی اندرون ملک منظم حکوت کے فقدان، سرگرم عمل پارٹی کے نہ ہونے اور بیرون ملک بڑی طاقتوں کی دھمکیوں سے اندازہ لگا رہا تھا کہ یہ قوم بہت جلد فناء و برباد ہو جائے گی۔ ایسے حالات میں انسانیت کا کھیون ہارا بن کر محمد مصطفیٰ ﷺ ۱۷ ربیع الاول ۵۳ قبل از ہجرت بروز جمعہ قریب سحر سرزمین مکہ پر نمودار ہوئے۔

سرزمین مکہ جس کی فضا میں آدمیت کا دم گھٹ رہا تھا جو دنیا میں مریض و پست معاشرہ کی نمایاں مثال تھی جس کی آغوش میں جہالت پروان چڑھ رہی تھی، اہل دانش و بینش سسک سسک کر گمنام اور آدمیت و انسانیت مزبلوں میں تہہ نشیں ہو چکی تھی۔

مرسل اعظم ﷺ کے وجود کی نورانیت بشریت کے افق پر ضوء بار ہو گئی۔ شعور و فکر کو ان کے وجود سے تابانی ملی، ان کی ذات انسانوں کے لئے سعی پیہم، مسلسل اور ابدی سرگرمی عمل کا سبب قرار پائی۔

آنحضرت ﷺ کے صفات و امتیازات میں نہ کوئی ان کا شریک تھا اور نہ ان کی عظمت و رفعت تک کسی کی رسائی۔ ان کی ولادت نے انتظار کی طولانی شب کو امید کی سحر میں بدل دیا۔ ایسے وقت میں یہ پیدا ہوئے۔ جب سماج و معاشرہ کو پورے طور سے ان کی ضرورت تھی۔ کرہ ارض کے سارے انسانوں میں آنحضرت ﷺ کے استقبال کی امنگ پائی جا رہی تھی، چرخ کہن کے سایہ میں پلنے والے کسی ایسی ہی شخصیت کو ڈھونڈھ رہے تھے جو گھٹا ٹوپ تاریکی میں ان کی دست گیر ہو سکے۔

چرخ کہن اپنی قدامت و کہنگی کے باوجود آنحضرت ﷺ جیسی بے نقص و بے عیب ذات کے پیدا کرنے سے قاصر تھا۔

تاریخ شاہد ہے آغوش آمنہ میں پیدا ہونے والے بلند اقبال نو زاد کی



نورانیت نے تمام عالم کو نور کر دیا اور ساری کائنات کو علمی و معنوی تدبر و تفکر کی راہ پر لگا دیا۔

وہ ایسا مولود تھا جس نے لوگوں کو قیصر و کسریٰ جیسی "سپر قوتوں" کے سامنے خاکساری و عاجزی کرنے کے بجائے انہیں عزت نفس و زندہ ضمیری کا درس دیا اور ان کی سوئی ہوئی ذہنیت اور خوابیدہ فکروں کو جھنجھوڑا۔

وہ ایسی شخصیت تھا، جس نے انسانیت کے اعلیٰ و ارفع آستانہ سے بتوں کو توڑا اور حقیقت توحید سے روشناس کرایا۔ عزت کی زندگی اور عزت کی موت کے فلسفہ سے آشنا کیا۔ اس نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ بت پرستی کو خدا پرستی اور جہالت و بے خبری کو علم و آگاہی میں تبدیل کر دیا۔ حاسد و کینہ پرور کو اتحاد و دوستی و اخوت و مہربانی کا خوگر بنا دیا۔ آخر ایک دن وہ آ ہی گیا۔ فتنہ و فساد، جہل و نادانی کے پروردہ حاصل کائنات بن کر ابھر گئے۔

سید مجتبیٰ الموسوی اردو ترجمہ از السید حسین مہدی الحسینی (آخری رسول ﷺ)

☆

"آخر وہ روز سعید اور مبارک گھڑی آ پہنچی جس کے انتظار میں زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ بے تاب تھا۔ بہار ابھی کم سن تھی، باغ دراغ کے اندر قافلہ گل آ پہنچا تھا۔ حد نظر تک زمین کا دامن پھولوں سے پٹا پڑا تھا۔ نسیم خوشبو سے مہکی ہوئی تھی کہ حضرت عبداللہؓ کے کاشانہ میں وہ ماہتاب طلوع ہوگیا، جس کی ضیا پاشیوں سے شب دیجور کی تاریکیاں اسی طرح کافور ہوگئیں، جس طرح اس کی عملی نور افشانیوں سے آگے چل کر جہالت کی تاریکیاں دور ہو جانے والی تھیں"۔

محمد حنیف یزدانی (محمد رسول اللہ ﷺ)

☆

ربیع الاول کا مہینہ پوری انسانی تاریخ میں ایک غیر فانی اہمیت کا حامل مہینہ ہے۔ اس مہینے میں وہ ذات بابرکات پہلوئے آمنہ سے ہویدا ہوئی جس نے تاریخ انسانی کے دھارے کا رخ پلٹ دیا۔ جس نے انسانیت کو پستی سے نکال کر عظمت و رفعت کے آسمان پر پہنچایا۔ جس نے دکھی دنیا کو پیغام امن و راحت دیا' اسے دکھوں اور آلام کا مداوا بخشا۔ اس کی ان بیڑیوں کو کاٹا جس میں وہ صدیوں سے جکڑی چلی آرہی تھی۔ اس کی پشت پر سے وہ بوجھ اتارے جس کے نیچے وہ قرن ہا قرن سے دبی جا رہی تھی اور اسے ایک ایسا اجتماعی نظام حیات دیا جس کو اپنا کر وہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے' اور جس میں رنگ و نسل' وطن اور قوم اور امارت و افلاس کی بنیاد پر کوئی تفریق اور امتیاز نہیں ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ (فداہ ابی و امی) جس وقت پیدا ہوئے ساری دنیا ضلالت و گمراہی میں سرگردان تھی۔ خدائے واحد سے مونہہ موڑ کر انسان ہر جگہ ذلیل و خوار ہو رہا تھا۔ ہر انسانی عاشرہ مختلف طبقات میں بٹا ہوا تھا۔ اوپر کا طبقہ زیردست طبقے کا خدا بنا ہوا تھا۔ اخلاقی اور اجتماعی امراض پوری طرح گھر کر چکے تھے۔ ہر طرف جنگل کا قانون رائج تھا اور دھرتی انسان کے خون سے انسان کے ہاتھوں لالہ زار ہو رہی تھی۔ ایسے عالم میں رسول کریم ﷺ تشریف لائے۔

سید المرسلین ﷺ کا عالم انسانیت پر بلاشبہ یہ احسان عظیم تھا اور یقیناً وہ دن بڑا ہی اہم تھا جب یہ محسن انسانیت ﷺ اس عالم آب و گل میں تشریف لائے۔ اس دن کی یاد ہر احسان شناس دل میں ہونی چاہئے۔ لیکن آپ کی



مقدس و مطہر شخصیت محض ایک حسن ہی کی نہیں ہے کہ آپ کے احسان کے معترف اس دن کی یاد منا کر رہ جائیں بلکہ ایک مسلمان کا مرکز محبت بھی ہے۔ یہ محبت اس کے اسلام و ایمان کا عین تقاضا ہے۔ جس دل میں آپ ﷺ کی محبت نہیں وہ اپنے دعوائے ایمان میں جھوٹا ہے اور محبت بھی وہ جس کے آگے دوسری ساری محبتیں ہیچ ہو جائیں۔

بہ نظر غائر دیکھا جائے تو عید میلاد النبی ﷺ ہی تمام عیدوں کا مبداء ہے۔ آنحضور ﷺ کا ظہور پرنور ہوا تو خلق خدا کو خدائے تبارک و تعالیٰ کی ہستی کا شعور حاصل ہوا۔ توحید کا ادراک وحدانیت کا اقرار احکام خداوندی کی تعلیم' عبادات کی تفہیم سب آنحضور ﷺ کی ذات مقدس کی مرہون منت ہیں۔ رمضان شریف اور اس کی فضیلتیں آنحضور ﷺ کی وجہ سے ہم پر ظاہر ہوئیں۔ اور انہی فضیلتوں سے متمتع ہونے کے بعد ہم عید الفطر کی مسرتوں کے مستحق ہوئے۔ اسی طرح آنحضور ﷺ نے ہی ہمیں حج اور قربانی کے طریقے سکھائے جن کی بنا پر ہمیں عید الاضحیٰ کی خوشیاں نصیب ہوئیں۔ پس جو یوم مبارک عیدین سعیدین کی تقریبات کا مبداء ہے۔ وہ تو کہیں زیادہ مسرت و ابتہاج کا دن ہے اور وہی تو ایسا دن ہے جسے ہم سب سے بڑی عید کا دن کہہ سکتے ہیں۔

کوثر نیازی (ذکر رسول ﷺ)

☆

"اللہ تعالیٰ نے ہر اس موقع پر جب کسی مقام پر کسی قوم میں جہالت کی تاریکی شراب نوشی، جوا اور شرک حد سے گزر جائے تو کسی پاک باز ہستی کو یہ سب برائیاں دور کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ جب بھی ان انبیاء کرامؑ نے خدا کا کلام اپنی اپنی قوموں تک پہنچانا چاہا تو قوموں کی طرف سے بہت سی تکلیفیں برداشت کیں۔ جن لوگوں نے کلام الٰہی کو تسلیم بھی کیا۔ انہوں نے بھی اپنی اپنی سہولتوں کو مدنظر رکھ کر ان صحیفوں میں تبدیلیاں کیں۔ اس طرح زبور، انجیل اور توریت جیسے صحیفے اپنی اصلی حالت میں نہیں رہے اور شرک و کفر دور نہ ہو سکے اور ان مذاہب میں سے کوئی ایک بھی تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔

اسی طرح جب چھٹی صدی عیسوی میں عربستان جہالت کی تاریکیوں میں گھرا ہوا تھا۔ بت پرستی قریش کے قبائل کا پیشہ بن چکا تھا۔ خدا کے گھر کعبہ شریف میں بھی بت پرستی ہو رہی تھی۔ بدکاری اور دختر کشی عربوں کا شعار بن چکا تھا۔ اور وہ اپنی اس بے راہ روی پر خوب اتراتے تھے۔ ان سب خرابیوں کی وجہ سے انسانیت ناپید ہو چکی تھی۔ زور آور کمزوروں پر ہر قسم کے ظلم ڈھا رہے تھے اور غلاموں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا جا رہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی سے عرب کے قصبہ مکہ شریف میں ایک نورانی بچہ تولد ہوا۔

یوں تو دنیا میں روزانہ ہزاروں بچے پیدا ہو رہے تھے۔ مگر خداوند کریم نے اس بچے کا مستقبل نہایت روشن اور تابناک مقرر فرمایا تھا۔ یقیناً یہ لمحہ ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی۔ یہ سعادت بشری کا آخری پیام تھا۔ یہ امت مسلمہ کا پہلا دن



تھا اور جب یہ حضرت امام المرسلین، رحمۃ للعالمین محمد بن عبداللہ ﷺ کی ولادت باسعادت تھی۔

عبدالاحد خاں (رہبر کامل ﷺ)

☆

"رات کا دورہ ختم ہو چکا۔ آسمان نے کروٹ بدلی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے ریگستان عرب کو سرد کر دیا۔ طائران خوش الحان یتیم عبداللہؓ کی تشریف آوری کا مژدہ چہک چہک کر گانے لگے۔ صبح صادق نے رات کی سیاہی دور کی اور نور کی چادر ہر ست پھیلا دی۔ روشنی اندھیرے پر غالب آئی، صبا اٹکھیلیوں میں مصروف ہوئی اور سرسبز درختوں کی ہری بھری شاخیں فرط مسرت سے جھوم جھوم کر آپس میں گلے ملنے لگیں۔ آمنہؓ کے لال (ﷺ) پر زمنی کائنات نثار ہونے کو آگے بڑھی۔ نسیم نے ہزار جان سے قربان ہو کر بساط ارضی کو چوما۔ ہوا نے اس مقدس نام کی تسبیح پڑھی۔ خوش رنگ پھولوں نے مکہ کی خاک اپنی آنکھوں سے ملی اور ملک کا چپہ چپہ اور ذرہ ذرہ اس مسرت میں لہلہاتی ہوئی کونپلوں کے ہم آہنگ ہوا۔ آسمان عرب نے عبدالمطلبؓ کے گھر دار ابن یوسف کے در و دیوار پر روشنی کی بارش کی۔ چمک دار تارے عبداللہؓ کے لخت جگر پر قربان ہوئے اور مخلوق فلکی نے شادمانی کا غلغلہ بلند کیا۔ ہوا معطر ہوئی اور آسمان و زمین مبارکبادوں کے نعروں میں سرگرم ہوئے"۔

علامہ راشد الخیری (آمنہؓ کا لال ﷺ)

☆

"دائرہ کائنات کا مرکز، مجموعہ مخلوقات کا حرف اولین، گلزار خلائق کا سب سے نفیس پھول، آسمان وجود کا نیر اعظم، وہ تابان و درخشاں نور عالم افروز ہے جس کے ظہور نے اپنے پرتو جمال کے فیضان سے کائنات کو مالا مال کر دیا۔

اس ہستی مقدس کا کوئی نظیر ہے نہ مثیل، نہ ہمتا نہ عدیل۔ لاثانی نے لاثانی بنایا ہے، بے نظیر نے بے مثال پیدا کیا ہے، اس روح مصور، جان مجسم پر بے شمار درود جس کے وجود نے وجود بے کیف کا پتا دیا اور جس کے حسن ملیح نے محبوب حقیقی کے حسن کا خطبہ پڑھا۔ جو آنکھ میں نہ آ سکتا تھا، وہ دل میں سمایا۔ جس کا پتا نہ تھا، وہ رہنما ہوا۔

کائنات میں کسی ہستی کا ظہور، کسی نئے نقش کی نمود کسی وجود کا نہاں خانہ عدم سے قدم نکالنا بڑی پر لطف بات ہے جس کے لئے خوشیاں منائی جاتی ہیں، انتظار کھینچے جاتے ہیں، آنکھیں شوق دیدار کے لئے وا ہوتی ہیں، دلوں کو سرور کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ انسانی مصنوعات جو اپنے ہی جیسے افراد کی عقل و تدبیر کا نتیجہ ہیں، ان پر کس قدر خوشیاں کی جاتی ہیں۔ ریل جب ایجاد ہوئی، اس کی تعریف سے ہر زبان نے استلذاذ کیا، ہوائی جہازوں کی خبریں کس شوق کے ساتھ سنی جاتی ہیں۔ جب ادنیٰ درجے کی موجودات اور اپنے وہم و خیال کی بنیادوں پر تعمیر کی ہوئی عمارت تک کا عالم ہستی میں نمودار ہونا ایک وقعت رکھتا ہے اور فرح و انبساط کا موجب ہوتا ہے۔ تو کسی اعلیٰ مخلوق کا پیکر میں ظاہر ہونا اور صانع عالم کی قدرت کے کرشمے اور بدیع نگاری کے مرقع کا رونما ہونا کتنی



شان و شوکت، کیسی عظمت و جلالت، کس قدر فرح و طرب کے لوازم اپنے ساتھ رکھتا ہو گا، اور دنیا میں اس کے ظہور سے کیسی تجلی اور روشنی اور کیسی دھوم دھام ہو گی۔

ہر طرف کفر و ضلالت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ کعبہ معظمہ اور بیت المقدس کے در و دیوار اس غم میں خون در دل تھے۔ حرم شریف فریاد کر رہا تھا، بیت اللہ ہمہ تن آنکھ بن کر اس مقدس آنے والے کی راہ تک رہا تھا جس کے قدوم پاک کے ساتھ اس کی عزت و عظمت، حق کا ظہور اور خلق کی اصلاح و درستی وابستہ تھی۔ صفا و مروہ گردنیں اٹھائے ہوئے اس ہادی اعظم کا راستہ دیکھ رہے تھے۔ جس کی تشریف آوری کا مژدہ مسیحؑ و خلیلؑ ہی نہیں بلکہ تمام انبیاؑ دیتے آئے تھے۔ سرزمین حجاز کا ذرہ ذرہ محبوب حق کے قدموں سے پامال ہونے کی تمنا میں دل پر ارمان بنا ہوا تھا۔ زمزم کا دل ایک بحر جود و کرم کی یاد میں پانی پانی ہو رہا تھا۔ بیت المقدس کی آنکھیں اس مقتدائے عالم کا انتظار کر رہی تھیں جس کے ورود سے اس کی دوبارہ آبادی متوقع تھی اور جو اس گروہ انبیاؑ کی امامت فرمانے والا تھا۔ بطحا کا ہر سنگریزہ اس عالم نواز ربانی نور کی قدم بوسی کا تمنائی تھا جس کی جلوہ افروزی کا غلغلہ ابتدائے عالم سے تمام دنیا میں مچا ہوا تھا۔

کارساز قدرت نے اس وجود اقدس کو نرالے انداز کے ساتھ عجب شان و شوکت سے ظاہر فرمایا۔ دنیا میں تبدیلیاں ہوئیں۔ قحط سالی رفع ہوئی، خشک اور چٹیل میدان سرسبز و شادات ہوئے۔ سوکھے درخت پھل لائے، دبلے جانور فربہ ہو گئے۔ عالم کا نقشہ بدل گیا، دنیا کی کایا پلٹ گئی۔ نظام قدرت کے عظیم الشان تبدل نے ایک سر الہٰی کے ظہور کا پتا دیا۔ بت خانوں میں ہلچل مچی، بت سر بہ خاک ہوئے۔ جھوٹی خدائی کی جھوٹی شوکت خاک میں ملی۔ باطل معبودوں کی رسوائی و خواری نے ان کے بطلان کی شہادت دی۔ آتش خانوں کی صد ہا سالہ آگ سرد ہوئی۔ عزت و جبروت والے بادشاہوں کے قصر و ایوان زلزلے میں

آئے۔ فلک رفعت قلعوں کی کوہ ساماں دیواریں شق ہوئیں۔ کنگرے سر بسجود ہوئے۔ شیاطیں کی تخت الٹ گئے۔ ربانی انوار خطہ خاک کی طرف متوجہ ہوئے۔ آرزو مندان جمال کی چشم تمنا وا ہوئی۔ نرگس منتظر کا فرش بچھا' رحمت الٰہی کا شامیانہ تنا۔ گلشن تمنا میں باد مراد چلی۔ بام کعبہ پر علم سبز نصب ہوا۔ کونین کے تاجدار کی آمد آمد کا غلغلہ ہوا۔ جہان' نور سے معمور ہوا۔ فرح و طرب نے عالم پر قبضہ کیا۔ شب غم نے بستر اٹھایا' صبح امید نے چہرہ دکھایا' ۱۲ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت صبح صادق نے طلوع فرمایا"۔

نعیم الدین مراد آبادی (تبرکات صدر الافاضل)

☆

"یوں آنے کو تو سب ہی آئے' سب میں آئے' سب جگہ آئے (سلام ہو ان پر) بڑی کٹھن گھڑیوں میں آئے' لیکن کیا کیجیے کہ ان میں جو بھی آیا' جانے ہی کے لیے آیا۔ پر ایک اور صرف ایک' جو آیا اور آنے ہی کے لیے آیا' وہی جو اگنے کے بعد پھر کبھی نہیں ڈوبا' چمکا اور پھر چمکتا ہی چلا جا رہا ہے' بڑھا اور بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے' چڑھا اور چڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ سب جانتے ہیں اور سبھوں کو جاننا ہی چاہیے کہ جنہیں کتاب دی گئی اور جو نبوت کے ساتھ کھڑے کئے گئے' برگزیدوں کے اس پاک گروہ میں اس کا استحقاق صرف اسی کو ہے اور اس کے سوا کس کو ہو سکتا ہے جو پچھلوں میں بھی اس طرح ہے جس طرح پہلوں میں تھا۔ دور والے بھی اس کو ٹھیک اسی طرح پا رہے ہیں اور ہمیشہ پاتے رہیں گے جس طرح نزدیک والوں نے پایا تھا' جو آج بھی اسی طرح پہچانا جاتا ہے' اور ہمیشہ پہچانا جائے گا جس طرح کل پہچانا گیا تھا' کہ اسی کے اور صرف اسی کے دن کے لیے رات نہیں' ایک اسی کا چراغ ہے جس کی روشنی بے داغ ہے"۔

مناظر احسن گیلانی (النبی الخاتم ﷺ)



☆

"ابتدائے آفرینش سے لیل و نہار کی ہر گردش نظام فطرت کے مطابق اپنے فطری افعال سرانجام دے رہی ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ اپنے محور پر گھوم رہا ہے' آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں' رات کی زلفیں ظلمات بکھیر رہی ہیں' سورج حرارت پیدا کر رہا ہے' دریاؤں کا پانی نشیب کی جانب بہہ رہا ہے' نسیم خوشگوار کے جھونکے فضائے بسیط میں زندگی کی نزہتیں بکھیر رہے ہیں۔ روش روش پر گلستان ہستی بہار آفریں ہے اور تمام ارضی و سماوی عناصر اپنے نشو و ارتقا کے اصول طے کر رہے ہیں' کہ وادی ام القریٰ کو تمام دلفریبیوں اور جاذبیتوں کا مرکز بنا دیا جاتا ہے۔ رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے۔ جناب عبداللہ کی موت کے چار ماہ بعد عروس کائنات کے دلفریب چہرے پر بہار جاوداں کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ شگفتہ پھولوں کی پنکھڑیاں شاداب و فرحاں ہیں۔ ستاروں کی خمار آلود آنکھیں ازسرنو روشن ہو رہی ہیں۔ آفتاب و مہتاب نور افشاں اور تابناک ہیں۔ افق کا دست حنائی زلف حیات کی مشاطگی کے لیے آمادہ ہے۔ فضائیں جھوم جھوم کر تزئین میں محو ہیں۔ شبنم دامان صبح پر دل آویز موتی بکھیر رہی ہے۔ نسیم خوشگوار اپنے دامن میں خوشبو کے معطر قرابے لیے وادی ام القریٰ کا طواف کر رہی ہے۔ رہ گزاروں کی ریت نکھر کر چمک رہی ہے۔ قرمزی شفق اور نیلگوں آسمان پر گہرا سکوت طاری ہے۔ ساری کائنات کسی نیر عالمتاب کے استقبال کے لیے آنکھیں فرش راہ کیے منتظر ہے۔ ارض و سما کے ساز ہائے سرمدی نغمہ بلب ہیں اور فطرت ہمہ تن گوش ہے' کہ یکایک عالم کون و مکاں میں امید کی ایک کرن پھوٹتی ہے۔

قسام ازل کی کرشمہ سازیاں کہ حجاز مقدس کی بے آب و گیاہ وادی کو قیامت تک کے لیے مرجع خلائق اور سجدہ گاہ قدسیاں بنا دیا جاتا ہے۔
حجاز کی خاک پاک شاید قرنوں سے خالق کل کے حضور جھولیاں پھیلائے دعائیں کر رہی تھی۔ آج اس کا دامن ایک انمول رتن سے بھر دیا جاتا ہے۔ شب گیتی میں صبح کے آثار نمودار ہوئے تو دفعتاً" آسمان سے ملائیکہ کا ورود شروع ہوگیا"۔
عبدالکریم ثمر (رسول کائنات ﷺ)

☆

"اس ماہ مبارک کی ایک ایک ساعت کی عزت و حرمت کا خیال رکھیں کیوں کہ اس ماہ مبارک کی 12 تاریخ کو تاجدار عرب و عجم، محسن کائنات، فخر موجودات، باعث ایجاد عالم، نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی۔۔

کنت کنزاً" مخفیاً" کا راز تابش کھل گیا
جب جہاں میں سرور دنیا و دیں پیدا ہوئے

جن کی تشریف آوری سے قبل انسانیت اندھی تھی، اخلاق بہرا تھا۔ انسانی کردار مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ چہار جانب کو وحشت و بربریت کے طوفانوں نے اپنی لپیٹ میں یوں دبا رکھا تھا، جیسے نزع کی آخری ہچکی یاس و ناامیدی کے بادل فضائے عالم پر تھے۔ پھر وہ آفتاب عالم طلوع ہوا جس کی تابندگی سے شب کی سیاہی نور سحر میں تبدیلی ہوگئی۔ ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف، رحم و ہمدردی نے لے لی۔ تشنگان لہو کی لبوں پر صلح و آشتی کا پیغام نغمہ ریز ہوا۔ تلوار کے قبضہ پر رکھنے والے ہاتھ تعلیم و اخلاق کے لیے میدان عمل میں نکلے۔ ایک مختصر سے عرصہ نے زمانہ کے غبار وحشت کو باران رحمت میں تبدیل کر دیا۔ کانٹے پھول بن گئے اور کلیاں مسکرا اٹھیں۔
محمد منشا تابش قصوری (میلاد النبی ﷺ مرتبہ راجا رشید محمود۔ ۱۹۸۸)



☆

"دنیا نزع کے عالم میں تھی، ظلم کی اندھی اور بہری قوتوں کے سامنے انسانی ضمیر کے سارے حصار منہدم ہو چکے تھے۔ مظلوموں اور بے بسوں کے لیے اپنے مقدر کی تاریکیوں کے ہجوم سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ زیر دستوں میں فریاد کی سکت نہ تھی اور بالادستی کو یوم حساب کا خوف نہ تھا۔ یہ دنیا ایک رزم گاہ تھی جہاں افراد، قبائل اور اقوام ایک دوسرے کا گوشت نوچ رہے تھے۔ امن، عدل اور انصاف کے متلاشیوں کی چیخیں، گمراہی، جہالت اور استبداد کی آہنی دیواروں سے ٹکرانے کے بعد خاموش ہو چکی تھیں۔ روم و ایران کے تاجداروں کی قبائیں اپنے محکوموں کے خون میں ڈوبی ہوئی تھیں اور صحرائے عرب کے باشندوں کی قبائلی عصبیتیں اپنے فرزندوں سے تازہ آنسوؤں کی طلبگار تھیں۔
پھر یکایک مکہ کی برہنہ چٹانوں اور بے آب و گیاہ وادیوں پر پروردگار عالم کی ساری رحمتوں کے دریچے کھل گئے اور فرزندان آدم کی مایوس اور تھکی ہوئی نگاہیں عرب و عجم کے ظلمت کدوں میں ایک نئی صبح کے آثار دیکھنے لگیں۔
انسانی تاریخ کا سب سے مبارک وہ لمحہ تھا جب حضرت آمنہؓ خالق ارض و سما کی ساری نعمتوں اور کائنات کی تمام مسرتوں ——— اور سعادتوں کو اپنے آغوش میں دیکھ رہی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے مجروح اور ستم رسیدہ

انسانیت کو یہ مژدہ سنا رہے تھے کہ عبدالمطلب کا پوتا اور عبداللہ کا بیٹا ان دعاؤں کا جواب ہے جو خانہ کعبہ کی بنیاد اٹھاتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر آئی۔ یہ وہی ہادی اکبر ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ یہ خدا کے ان برگزیدہ بندوں کے سپنوں کی تعبیر ہے جو ماضی کی ہولناک تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پکارتے تھے۔

اے زمانے کے مظلوم اور مقہور انسانو! یہ تمہارا نجات دہندہ ہے۔ قیصرو کسریٰ کے استبداد کی چکی میں پسنے والے غلامو! تمہارے آلام و مصائب کا دور ختم ہوچکا ہے۔ جہالت اور گمراہی کی تاریکی میں بھٹکنے والو! یہ تمہیں سلامتی کا راستہ دکھائے گا۔ عدل و انصاف کے متلاشیو! اس کے ہاتھ ظلم کے پرچم سرنگوں کردیں گے۔ یتیموں، بیواؤں اور زمانے کے ٹھکرائے ہوئے انسانو! یہ تمہارا سب سے بڑا وسیلہ ہے"۔

نسیم حجازی (میلاد النبی ﷺ مرتبہ راجا رشید محمود۔ ۱۹۸۸)

☆



☆

"خیابانِ ہستی اجڑا پڑا تھا، خزاں کی چیرہ دستیوں سے گلوں کی نکہت افشانیوں اور عنادل کی نغمہ ریزیوں کی یاد تک بھی گلدستہ طاق نسیاں بن چکی تھیں۔ روشیں ویران تھیں اور آبجوئیں خشک —— جہاں کبھی سبزۂ نودمیدہ جنت نگاہ ہوا کرتا تھا، وہاں خاک اڑ رہی تھی۔ یاس و قنوط کی ایک ہمہ گیر کیفیت طاری تھی کہ اچانک فاران کی چوٹیوں سے ایک گھنگھور گھٹا اٹھی، جس کا ہر قطرہ بہار آفریں اور جس کا ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا۔ یہ گھٹا برسی اور خوب دل کھول کر برسی، یہاں تک کہ گلزار عالم میں پھر آثار حیات نمودار ہونے لگے۔ انسانیت کے پژمردہ چہرے پر پھر شباب و قوت کی سرمستیاں ظہور پذیر ہونے لگیں۔ خودداری و عزت نفس، شجاعت و ایثار کے افسردہ درختوں کی عریاں شاخوں کو از سرنو خلعت برگ و بار عطا ہوئی۔ قمریوں نے پھر عفت قلب و نظر کا نغمہ چھیڑا۔ توہمات و عقائد باطلہ کے قفس کی تیلیاں ایک ایک کرکے ٹوٹیں اور ہمائے بشریت کو توحید کی مقدس و معطر رفعتوں سے پھر دعوت پرواز آنے لگی۔

"یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے۔ اس ماہ کی ایک سحر ساری بزم امکاں کے لیے روشنی اور اجالے کا پیغام لائی۔ اس برکت والے مہینے کی ایک صبح کو وہ آفتاب ہدایت و سعادت طلوع ہوا جس نے اپنی تابندہ کرنوں سے عالم انسانیت کے گوشے گوشے کو رشک صد طور بنا دیا، حسن ازل نے اپنی بے نقابی کے لیے اسی ماہ کی ایک ساعت کو منتخب فرمایا تھا۔

جس رات قرآن کریم نازل ہوا، وہ رات لیلتہ القدر بن گئی۔ ہزار ماہ کی

گریہ و زاری، عبادت اور ریاضت سے اس ایک رات میں ظہور پذیر ہونے والی نیاز مندیاں سبقت لے گئیں۔ ہر سال جب وہ رات آتی ہے، جس میں چودہ صدیاں پہلے قرآن کے نزول کا آغاز ہوا تھا، تو یہ اپنے دامن میں وہی برکتیں، وہی سعادتیں بھر کر لاتی ہے اور آشفتہ خانوں پر نچھاور کرتی ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جب اس رات کا یہ حال ہے، جس میں کلام الٰہی کا نزول ہوا، تو وہ صبح کس شان و شوکت کی مالک ہوگی جس میں محبوب الٰہی، حامل قرآن بزم امکان میں جلوہ فگن ہوا۔ اس مبارک دن کا مقابلہ ماہ و سال تو کجا، صدیاں اور قرآن اور قرون بھی نہیں کر سکتے۔ جب بھی سال گزرنے کے بعد وہ دن طلوع ہوتا ہے تو راہ عشق و خلوص کے مسافروں پر رحمت الٰہی اور عنایت ربانی کے سدا بہار پھولوں کی جو بارش ہوتی ہے اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ وہ مقدس ہستی، جس کی برکت سے اس مہینے کو شرف و عزت نصیب ہوئی، کوئی انسان اس کی شان کیا بیان کر سکتا ہے

جسٹس پیر محمد کرم شاہ (ضیائے حرم۔ عید میلاد النبی ﷺ نمبر۔ ۱۴۱۰ھ)

☆



☆

"عرش والے کروڑوں سال سے منتظر، فرش والے ابتدائے آدم سے چشم براہ، کائنات کا ذرہ ذرہ اسی انتظار میں کہ وہ صبح نور کب نمودار ہوگی جب حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ظہور قدسی سے زمین و فلک کی آنکھ میں جلوہ طور کا سماں پیدا کریں گے۔ رحمت ازلی جوش میں آئی، مخلوق کی بے نوائی کو نواہائے بے بہا سے بدلنے کے ارادہ ازلی کو حرکت ہوئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس کے لیے خلت کا خلعت پایا، حضرت یوسف علیہ السلام نے جس کے لیے جمال جہاں آراء دکھایا، حضرت موسیٰ کو شوق دید جس کے صحیفہ محبت کی تمہید بنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دم جس کی مسیحائی کی نوید بنا، وہی نور مجسم، محبوب دو عالم، عرش کا تارا، اللہ کا پیارا 12 ربیع الاول پیر کے دن صبح صادق کے وقت بزم آرائے عالم امکان ہوا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہدایت کا آفتاب چمکا، رحمت کا بادل برسا، آدمیت نے اپنے بھولے ہوئے سبق یاد کیے، ہدایت کی راہیں کھل گئیں، معرفت الٰہی کا دربار لگ گیا۔ محبت امی کی دولت لٹنے لگی، سارے عالم کے زیاں کار بھی جب اس بازار میں آئے تو صاحب اعتبار ہوگئے۔ یہ اسی نور مبین کی برکت ہے کہ آج بھی اس دور ظلمت میں ہدایت کے آفتاب کی شعائیں گھر گھر پہنچ رہی ہیں۔ یہی اسی ظہور قدسی کے طفیل ہے کہ نگاہیں آج بھی آسمان کے اس پار پہنچ جاتی ہیں جب کہ عصیاں کوشی اور خدا فراموشی کے اندھیرے، دل کی آنکھوں کو اندھا کر چکے ہیں، حیات ابدی کا متلاشی اور صراط مستقیم کا طالب اگر اس طوفانی دریائے ضلالت میں نجات کا کنارا چاہے تو دین محمد رسول اللہ کے بغیر اسے کوئی کشتی سلامت نہیں مل سکتی"۔

حاجی فضل احمد (سلسبیل لاہور۔ سیرت مصطفیٰ ﷺ نمبر)

☆

"قبل از ظہور اسلام انسانوں کی یہ حالت تھی کہ نوع انسانی شدید اعصابی تناؤ میں مبتلا تھی۔ اس کی گردن میں پھندے تھے۔ کتنی ہی زنجیریں تھیں جن میں وہ جکڑی ہوئی تھی۔ اس کے سر پر پہاڑوں کے سے بوجھ تھے۔ خوف اور غم کے پہاڑوں سے اس کی کمر دو تہہ ہوئی جاتی تھی۔ بھوک اور جہالت کی شدت اس کی تقدیر بن چکی تھی۔

اس بے حسی اور لاچاری کے عالم میں فاران کی چوٹیوں سے ایک انقلاب کی روشنی نمودار ہوتی ہے جو کرہ ارض پر رہنے والی مظلوم نوع انسانی کے لئے پیام نجات ثابت ہوتی ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کے وقت بادشاہوں کے بے لگام اقتدار اور امراء کے بے رحم اختیار نے انسان کے جسم اور روح، ذہن اور فکر کو بری طرح جکڑ رکھا تھا۔ انسانی سیاست، معیشت، معاشرت، مذہب، عدالت اور ہر شعبہ حیات میں کمل جابرانہ نظام نافذ تھا۔ ضمیر ردہ ہو چکا تھا۔ نیکی کا نام باقی نہیں تھا۔ عقل اور فہم پر جہالت، خوف، ظلم، جبر اور وہم کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ زندگی کے ہر شعبے میں فطری آزادیاں مفقود تھیں۔ ذہنی ارتقاء اور عقلی نشوونما کا عمل جامد ہو گیا تھا اور وحشت و بربریت اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ حیات انسانی پر مسلط ہو چکی تھی۔ خوف و ہراس ناکامی اور نارادی کے گھناؤنے سائے انسانی شعور کے طول اور عرض پر پھیل گئے تھے۔

لیکن اس تاریکی میں قدرت کے چمکیلے ہاتھ درد و کرب میں ڈوبی ہوئی



انسانیت کی مدد کے لئے ابھرتے ہیں۔ اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظہور ہوتا ہے۔ سب کو پیام رحمت ملتا ہے۔ انقلاب کی موجیں بلند ہوتی ہیں اور خوف و غم، ظلم و استبداد، شرک و کفر کو تنکوں کی طرح بہا لے جاتی ہیں۔ اس سے پہلے ہر صبح سورج کی ہر کرن انسان کے لئے نت نئے ظلم کی خبر لاتی تھی۔ اب اس کی ہر شعاع دامن انسانیت کو امن و سکون، راحت و مسرت، آزادی اور حرمت کی متاع بے بہا سے بھر دیتی ہے۔ غلامی کی زنجیریں کٹ جاتی ہیں۔ پیٹھ کا بوجھ گر جاتا ہے۔ ذہنی بندشیں اور فکری بندھنیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ نسلی غرور اور شخصی برتری کا تصور مٹ جاتا ہے۔ خوف اور غم کا ہر تصور تحلیل ہو جاتا ہے۔

سید واجد رضوی (پیغمبر رحمت ﷺ)

☆

☆

"رسول معظم، نبی مکرم ﷺ نے جہان سے شرک و کفر اور الحاد کی صف لپیٹ دی۔ صدیوں کی جہالت میٹ دی۔ رسول رحمت ﷺ کے ایک نقش پا سے سو سو طور پیدا ہوئے۔ جن کی تجلی سے خاک طیبہ جگمگا اٹھی۔ امام الانبیاء والمرسلین کی بعثت پر ظلمت خانے ضو دینے لگے۔ دشت و چمن نکھر گئے، کون و مکاں سنور گئے، غنچہ و گل پر بہار آ گئی، کائنات کو فروغ ملا، برگ و ثمر مشک ناب ہوئے، ذرے آفتاب اور قطرے قلزم بنے، عندلیبوں نے گلستاں میں نوائے نو سیکھی، کوہساروں نے سربلندی پائی۔ نسیم صبح خوش رو ہوئی، چراغ زندگی کو زیست ملا، باغوں میں غنچے مسکرائے، کون و مکاں میں روشنی ہوئی، غار حرا کے دیئے جگمگائے، گلوں کو خندہ وشی ملی، عورتوں نے عصمت کا تاج پایا، بے کس سہارے سے ہم آغوش ہوئے، ظلم کے اندھیرے عدل کے نور میں گھل گئے، رسول خاتم پیغمبراں ﷺ، شکوہ تاجداراں، فروغ گل عذاراں، انیس دل فگاراں، تب و تاب کوہ فاراں، بہار شبستان، شباب نو بہاراں، ہادی کون و مکاں، شہریار مرسلاں، فانوس ایوان جہاں، خدوم شکر کروبیاں، مصحف مصحف یزداں، رئیس جنود عرشیاں، باعث رحمت فرشیاں، ممدوح دو جہاں، کلاہ بے کلاہاں، حضرت خیر الوریٰ، حبیب خدا، اشرف انبیاء، شافع روز جزا، راہ نورد جادہ اسریٰ، رسول خدا، جناب محمد مصطفیٰ ﷺ میں بے شمار صوری اور معنوی صفات ہیں۔

محمد صادق سیالکوٹی (جمال مصطفیٰ)



☆

"چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزرا، عرب کے ریگ زاروں سے ایک شخص اٹھا تھا جس نے وہاں کے جاہل اور وحشی قبائل کو جن میں ہر قسم کی برائیاں اور خرابیاں پائی جاتی تھیں، ایک متحد اور متمدن قوم میں تبدیل کر دیا۔ اس نے ایک ایسے معاشرہ کو جنم دیا جس کی بنیاد انصاف، مساوات اور اخوت پر رکھی گئی۔ وہی عرب قوم جو قعر مذلت میں ڈوبی ہوئی تھی اور دنیا کی انتہائی پسماندہ قوم شمار کی جاتی تھی۔ تیس سال کے قلیل عرصہ میں اپنے زمانہ کی متمدن اور عظیم ترین قوم بن گئی۔ اس نے بڑے بڑے صاحب کردار اور اولوالعزم افراد کو جنم دیا۔ اس نے بڑے بڑے صاحب سیف و قلم پیدا کیے جن کا مثل چشم فلک نے شاذ و نادر ہی دیکھا ہو گا اور جن کے عظیم کارناموں سے تاریخ عالم بکھری پڑی ہے۔

مکہ کی مقدس سرزمین پر آفتاب رسالت ﷺ طلوع ہوا جو فخر کائنات، رحمت للعالمین اور افضل الانبیاء ﷺ تسلیم کیا گیا اور جس نے اقوام عالم کو اخوت اور انسانیت، سچائی اور عدل گستری کا سبق پڑھایا۔ اس مقدس سرزمین سے وہ خیر البشر ﷺ اٹھا جس نے عرب کے جاہل اور وحشی قبائل کو ایک نیا پیغام سنایا جس نے ان کی زندگیوں کو یکسر بدل دیا۔ پیغمبر اسلام کی بے مثل تعلیم اور تربیت نے ایک ایسے معاشرہ کو جنم دیا جو تاریخ عالم میں سب سے زیادہ حیرت انگیز اور اثر پذیر انقلاب کا باعث ہوا، جس نے خلافت راشدہ کے تیس سالہ دور میں دنیا کو ایسی حقیقی جمہوریت سے روشناس کیا، جس کی نظیر تاریخ عالم آج تک پیش نہ کر سکی۔ جس کا خلیفہ ایک عام انسان کی طرح زندگی بسر کرتا تھا

اور جس سے ادنیٰ شہری بھی بر سر محفل جواب طلب کر سکتا تھا۔ اس مبارک دور نے دنیائے اسلام کو ایسی روحانی اور مادی آسودگی فراہم کی جس کی مثال اقوام عالم دوبارہ فراہم نہ کر سکیں۔ آنحضرت ﷺ کی بے مثل تعلیم اور تربیت نے ایسے افراد کو دنیا سے روشناس کرایا جس کے جسم خدمت خلق کے لئے وقف اور جن کے قلوب عشق رسول ﷺ سے سرشار اور خوف خدا سے لرزاں رہتے تھے۔

ام فاروق (رسول اکرم ﷺ)

☆

"تقریباً پونے چھ سو سال گزر چکے ہیں کہ کرۂ ارض سے سلسلہ نبوت منقطع ہو چکا تھا۔ پیغمبروں کی ماننے والے ان کی تعلیمات کو فراموش کر چکے تھے۔ اللہ کے گھر میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہو رہی تھی۔ جب زمین سے الٰہی تعلیمات کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور صحف آسمانی رطب و یابس کا شکار ہو جائیں تو اخلاقیات کا بھی جنازہ اٹھ جاتا ہے۔ چنانچہ یہ دور اخلاقی زبوں حالی کا دور تھا۔ اعمال بد کے مرتکبین اپنی بدکاری پر فرحاں و نازاں تھے۔ الغرض فسق و فجور، ظلم و جور اور جہالت کی ایک ہمہ گیر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس وقت کسی ایسے اجالے کی ضرورت تھی، جس کی نورانیت سے زمین کی تاریکی روشنی میں بدلے، جس کے واسطے سے مخلوق کا خالق سے رشتہ از سر نو استوار ہو۔ اس وقت ضرورت تھی ایسے پیغمبر انقلاب کی جو زندگی کے ہر شعبے میں حیات آفرین انقلاب پیدا کر دے۔ ضرورت تھی ایک ایسے مصلح کی جو دنیائے انسانیت کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے۔ چنانچہ 12 ربیع الاول پیر کے دن کو یہ شرف و اعزاز حاصل ہوا کہ اس دن حضرت آمنہؓ کی گود میں اس بچے کی ولادت ہوئی جو سارے جہانوں کا اولین و آخرین کا پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ جس کی رحمتہ للعالمینی سے اپنوں اور غیروں، سب نے حسب استعداد، رحمت و برکت حاصل کی"۔

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن (سیرت رسول ﷺ)



☆

"بہار کی ایک ایک ادائے دلنواز پر شاعروں نے کئی کئی غزلیں کہہ ڈالیں، ادیبوں نے شہ پارے تخلیق کر ڈالے مگر افسوس کہ حسن و جمل کے خزانے لٹانے والی یہ بہار عارضی ہوتی ہے، فانی ہوتی ہے ——— خزاں کے بے رحم ہاتھ جب مصروف تاخت و تاراج ہوتے ہیں تو یہ سب رعنائیاں چند ہی دنوں میں دم توڑ دیتی ہیں ——— آیئے! اس بہار کی بات کریں جس کی ہر مسرت لافانی ہے، ہر خوشی لازوال ہے اور ہر فرحت جاوداں ہے۔ اس بہار کا آغاز 22 اپریل 571ء ہے۔

اس بہار میں دست قدرت کا وہ شہکار غنچہ چٹکا، جس کی نکہت و شادابی اور رنگ و روپ دیکھ کر چشم نظارہ بیں ورطہ حیرت میں ڈوب گئی۔ وہ نسیم سحر چلی جس کے ہر جھونکے میں گلزار اول کی مہک رچی تھی ——— وہ صبا محو خرام ہوئی جس کی اٹکھیلیوں سے باغ ابد کی ہر کلی مسکرا اٹھی، ہر شگوفہ کھل اٹھا، وہ باد بہاری چلی، جس کی راحت بخش تھپکیوں سے بے قرار امن عالم کو قرار آگیا ——— وہ ابر نیساں برسا جس کا ہر قطرہ منت کش صدف ہوئے بغیر در شہوار بن گیا ——— وہ شبنم پڑی جس کا نم گلستان حیات کے پتے پتے کے لیے آب حیات ثابت ہوا۔ وہ دلکش موسم شروع ہوا جس کا خوشگوار اعتدال، گرمی کی حدت سے ہانپتی اور سردی کی شدت سے کانپتی دنیا کو موسمی تغیرات سے تحفظ کی ضمانت دے گیا۔

یہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ تھی اور سوموار کی رات ——

اس رات کو وہ سراج منیر روشن ہوا جس کی ضیاء پاشی کے سامنے بزم امکان کی ہر روشنی ماند پڑ گئی، ہر چراغ بے نور ہوگیا —— وہ شمع افروزاں ہوئی جس پر نثار ہونے والا پروانہ امین حیات دوام ہوگیا —— وہ نجم درخشاں طلوع ہوا جسے دیکھ کر دشت ضلالت میں گم گشتہ کائنات کو رہ منزل کا سراغ مل گیا —— وہ ماہ تمام ضوفشاں ہوا جس کی چاندنی نے زیست کے تپتے صحرا کے اک اک مسافر کو ٹھنڈک، راحت اور سکون کی لذتوں سے سرشار کر دیا —— وہ بجلی کا کوندا لپکا جس کی لہر لہر روشن، طوفان نیم شب میں گھرے کاروانوں کی رہنما بن گئی —— وہ سپیدہ سحر نمودار ہوا جس کی نمود دکھی انسانیت کو، رنج و غم اور درد و الم کی طویل رات کٹ جانے کی نوید سنا گئی —— وہ صبح سیمیں ہویدا ہوئی جس کے اجالے سے شبستان ہستی کی ہولناک تاریکیاں سیماب پا ہو گئیں —— وہ مہر تاباں نور بار ہوا جس کی روپہلی کرنوں سے کائنات کا ذرہ ذرہ روشنی میں نہا گیا —— **وا شرقت الارض بنور ربها** —— اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھی"۔

قاضی عبدالدائم دائم ("جام عرفان" ہری پور۔ اکتوبر ۱۹۸۸)

☆



☆

آج سے چودہ سو سال پہلے فضائے عالم کفر و شرک کی ڈراؤنی اور کالی گھٹاؤں سے تیرہ و تار تھی۔ اور نوع انسانی گمراہی کی بھول بھلیوں میں ٹامک ٹوئیاں مارتی، بتوں، ستاروں اور دیگر "**اربابا**" **من دون الله**" کی پرستش کر رہی تھی۔ ہندوستان میں بھی گھر گھر بت خانہ تھا اور اولاد آدم تینتیس (۳۳) کروڑ دیوتاؤں کی عبادت اور بے جان مورتیوں کے آگے سر تسلیم خم کر کے انسانیت کی تحقیر و تذلیل کر رہی تھی۔ رائج الوقت قانون کی رو سے برہمن کو کسی حالت میں خواہ وہ کتنے ہی سنگین جرائم کا ارتکاب کر چکا ہو، سزائے موت نہیں دی جا سکتی تھی۔ کسی اونچی ذات کے مرد کا کسی نیچی ذات کی عورت کی عصمت دری کرنا کوئی جرم نہیں تھا۔ اگر اچھوت ذات کا کوئی شخص اعلی ذات والے کو چھوتا تو اس کی سزا وت تھی۔ اگر کوئی نیچی ذات والا اپنے سے اونچی ذات والے کو تعلیم دینے کا دعویٰ کرتا تو گرم تیل اس کے منہ میں بھر دیتے تھے۔

روئے زمین پر اس وقت کوئی ایسی طاقت نہ تھی جو گرتی ہوئی انسانیت کا ہاتھ پکڑ سکے اور ہلاکت کے غار میں اس کو گرنے سے روک سکے۔ نشیب کی طرف جاتے ہوئے روز بروز اس کی رفتار میں تیزی پیدا ہو رہی تھی۔ انسان اس صدی میں خدا فراموش ہو کر کامل طور پر خود فراموش بن چکا تھا۔ وہ اپنے انجام سے بالکل بے فکر اور بے خبر اور برے بھلے کی تیز سے قطعاً" محروم ہو چکا تھا۔ پیغمبروں کی دعوت کی آواز عرصہ ہوا دب چکی تھی۔ جن چراغوں کو یہ حضرات روشن کر گئے تھے، وہ ہواؤں کے طوفان میں یا تو بجھ چکے تھے یا اس گھٹا ٹوپ

اندھیرے میں اس طرح ٹمٹا رہے تھے جن سے نہ صرف چند خدا شناس دل روشن تھے۔ جو شہروں کو چھوڑ کر چند پورے پورے گھروں میں بھی اجالا نہیں کر سکتے تھے۔ دیندار اشخاص دین کی امانت کو سینے سے لگائے ہوئے زندگی کے میدان میں کنارہ کش ہو کر دیر و کلیسا اور صحراؤں کی تنہائیوں میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ اور زندگی کی کشمکش، اس کے مطالبات اور اس کی خشک و تلخ حقیقتوں سے دامن بچا کر دین و سیاست اور روحانیت و مادیت کے معرکہ میں شکست کھا کر اپنے فرائض قیادت سے سبکدوش ہو گئے تھے اور جو زندگی کے اس طوفان میں باقی رہے گئے تھے، انہوں نے بادشاہوں اور اہل دنیا سے سازباز کر لی تھی۔ اور ان کی ناجائز خواہشات اور ظالمانہ نظا سلطنت اور معیشت میں ان کے دست راست اور باطل طریقہ پر لوگوں کا مال کھانے میں اور ان کی قوت و دولت سے ناجائز فائدہ اٹھانے میں ان کے شریک و سہیم بن گئے تھے۔

تاریکی و جہالت کے اس ماحول میں فاران کی چوٹیوں سے ایک روشنی نمودار ہوئی اور خدا کے آخری پیغمبر اور کامل و اکمل رسول ﷺ کا ظہور ہوا۔

ملک شیر محمد اعوان (مقام مصطفیٰ ﷺ)

☆



☆

"انسانی تاریخ میں بہت سی شخصیتیں ایسی گزری ہیں جو اپنی خصوصیات اور عظیم کارناموں کے باعث فن تاریخ کے مستقل ابواب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ افراد و شخصیات کے مجموعے کو دیکھئے یا پر عظمت مایہ ناز اشخاص کی فہرست پر نظر ڈالیے۔ ہر اعتبار سے پوری نسل انسانی میں صرف ایک ہی ذات اپنے فضل و کمالات کے لحاظ سے منفرد و یکتا اور لاشریک نظر آئے گی اور وہ ذات اقدس فخر موجودات سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

انبیائے کرام اور رسولان عظام، ہزاروں بلکہ بعض روایات کے پیش نظر لاکھوں سے بھی متجاوز تعداد میں مبعوث ہوئے ہیں اور یہ سب ہی حضرات، اعلیٰ اخلاق و اقدار اور صفات کمالیہ سے موصوف تھے مگر افضل البشر علی الاطلاق فقط حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے عالم ہست و بود کو وہ فخر و اعزاز حاصل ہوا جو اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوا تھا اور نہ مستقبل میں کبھی ہو گا۔ ربیع الاول کے مہینے کو سارے مہینوں پر یہ شرف حاصل ہے کہ فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اسی مہینے میں ہوئی ہے۔ مشہور روایت یہی ہے کہ ربیع الاول کے مہینے کی بارہ تاریخ دوشنبہ کا دن اور صبح صادق کا وقت تھا۔ جب آپ نے اپنے عنصری و جسمانی وجود اقدس سے پوری کائنات کو رونق بخشی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل ایسے مبشرات اور وقت ولادت بعض ایسے واقعات پیش آئے جو آپ کی عظمت اور خصوصیات کی جانب مشیر تھے۔ اسی قسم کے ایک بشارت آمیز خواب اور اس کی تعبیر کی بنا پر آپ کے جد امجد خواجہ عبدالمطلب نے ولادت باسعادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا اور تمام قبیلہ قریش کی دعوت کی اور اسی روز اپنے عظیم پوتے کا نام محمدؐ تجویز کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عرب قوم میں محمد نام کسی کا پہلے نہیں رکھا گیا تھا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے کچھ عرصہ قبل نجومیوں اور کاہنوں نے یہ پیش گوئیاں کی تھیں کہ محمد نام کا ایک شخص عنقریب پیدا ہونے والا ہے، جو اللہ کے بندوں تک اللہ کے پیغامات پہنچائے گا۔ بنو تمیم کے لوگوں کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اس قبیلہ کے کچھ اشخاص نے اس توقع پر اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا تھا کہ شاید اس پیش گوئی کا مصداق ان کا بیٹا ہو جائے۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نام سے متعلق بشارت آمیز خواب آپؐ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا تھا کہ آپ کے بطن میں تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ برگزیدہ اور تمام امتوں کے سردار ہیں۔ تم ان کا نام محمدؐ رکھنا اور ایک روایت یہ ہے کہ حضرت آمنہ کو خواب میں احمد نام رکھنے کی بشارت دی گئی تھی۔ علامہ سیوطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت یہ نقل کی ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں محمد اور احمد دونوں نام بتائے گئے تھے"۔

احتشام الحق تھانوی

☆



☆

ربیع الاول شریف کا مقدس مہینہ اپنی نورانی سعادتوں کو جلو میں لئے آغاز فرما چکا ہے۔ یہ وہ ماہ مبارک ہے جس کی ہر ساعت آنکھ کو ٹھنڈک اور ہر لمحہ دل کو سکون کی لازوال دولت عطا کرتا ہے۔ ہلال کے نمودار ہوتے ہی یوں محسوس ہونے لگتا ہے جیسے قدرت نے عرصہ گیتی پر تسکین پرور تابشیں بکھیر دی ہیں۔ ظلمتوں کے دبیز پردے چاک ہو رہے ہیں اور انوار و تجلیات کی پیہم بارشیں ہو رہی ہیں۔ عالم قدس کی لطافتوں نے فضاؤں میں کیف بھر دیے ہیں اور جنت النعیم کے دریچوں سے بھینی بھینی ٹھنڈی مشکبیز ہوائیں آکر مشام جان کو معطر کر رہی ہیں۔ اضطراب یاس کی گھٹائیں چھٹ رہی ہیں اور رحمت و مرحمت کے بادل چھا رہے ہیں۔ رنج و الم کی شب دیجور آخری سانس لے رہی ہے اور صبح امید کے سہانے اجالے مسکرا رہے ہیں۔ چمن دہر ہی نہیں چمن انسانیت میں بہار آ رہی ہے۔ صحن گلستاں کے غنچے نہیں دلوں کی لب بستہ کلیاں بھی تبسم آشنا ہو رہی ہیں۔ لالہ و گل ہی نہیں حیات کے مرجھائے ہوئے چہروں پر بھی نکھار آ رہا ہے۔

ہاں ہاں! خود زندگی ایک وجد آور کیف میں کھوتی جا رہی ہے۔ ضمیر کو نور اور دل کو سرور بہم پہنچایا جا رہا ہے۔ روح کو بالیدگی عطا ہو رہی ہے۔ سمعی و بصری قوتوں کو فروغ اور فکر و نظر کو جلا مل رہی ہے۔ احساسات کی جاں بیدار ہو رہی ہے اور فطرت عجیب سرمستی کے عالم میں محو ترنم ہے۔ بلاشبہ اس انقلاب آفریں بہار کی جاں نواز کیفیتوں کو الفاظ کا جامہ پہنانا تکلف محض اور فطرت کے

ان دلنشین نغموں کی تحسین کے لئے قلم و قرطاس کا سارا ایک رس کے سوا کچھ
نہیں۔ دیدہ دل میں بینائی کی کوئی رمق موجود ہو تو خودبخود اس بارش انوار کو دیکھا
جا سکتا ہے اور گوش حق نیوش میں پنبہ وسواس نہ ہو تو فطرت کے ان نغموں کی
آواز صاف صاف سنی جا سکتی ہے۔

کہنا یہ ہے کہ کیا بہار موسموں کے بغیر جغرافیائی تغیر و تبدل کا نتیجہ ہے۔
نہیں، ہرگز نہیں! بلکہ یہ تو اس سید مولا صفات کی ملکوتی شخصیت کی تشریف
آوری کا قدرتی نتیجہ ہے جسے بجا طور پر خلاصہ موجودات کہا جاتا ہے۔ اور جس
کے دم قدم سے گل و گلزار اور بہاریں قائم ہیں۔ اور کیا ان مہکتے ہوئے انوار کا
شمس و قمر کی شعاع بیزیوں سے کوئی تعلق ہے۔ نہیں! بلکہ ان کا رابطہ تو اس صبح
سعید سے ہے جب خالق کائنات کا چمکتا ہوا آفتاب بطحا کی وادی میں طلوع ہوا
تھا۔ نیز کیا فضا کے اس کیف و سرور کا ماخذ نسیم و شمیم کے جھونکے ہیں؟ نہیں!
بلکہ اس کا منبع تو وہ سعادت افروز گھڑی ہے جب حضور ﷺ رحمت للعالمین
نے پیکر امن و امان بن کر سیدہ آمنہ کی آغوش عاطفت میں تجلی فرمائی تھی۔

ہاں! ہاں! جب خلاق عالم جل و علی کے نائب اعظم ﷺ نے شمع
شبستان وجود بن کر اس خاک دان ہستی کو تیرگیوں کو دور کرنے کے لئے یہاں
نزول اجلال فرمایا یعنی ۱۲ ربیع الاول شریف بروز پیر۔

سنو! سنو! یہی صبح سعادت حاصل کن فکاں اور مقصد کون و مکاں ہے۔
لیل و نہار کی گردشیں اسی کے لئے رہین انتظار اور محفل اکان کا باعث قیام بھی
یہی بارک گھڑی ہے۔

مکان اپنے مکیں کی عظمت سے معزز ہوتا ہے۔ جتنا مکیں صاحب عزت و
وقار ہو گا، اتنی ہی مکان کی قدر و قیمت ہو گی۔ یہی حال زمانے کا ہے۔ اس کو بھی
شرف اسی صورت میں بنتا ہے جب اس کی نسبت کسی صاحب شرف کے ساتھ
ہو گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم



ابعث حیا" فرمانا بھی اسی حقیقت ثابتہ کی تائید کر رہا ہے۔ یوں تو ایام وقت کی
گردش ہی کا حصہ ہوتے ہیں اور عام معمول کے طابق ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ مگر
کسی اللہ والے سے منسوب ہو کر اتنے ممتاز و ممیز ہو جاتے ہیں کہ خود خالق
الایام انہیں اپنی طرف نسبت دیتا ہے۔ اگر اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بارہ
ربیع الاول صبح میلاد نبی ﷺ سے زیادہ سعید کون سی گھڑی ہو گی جس میں امام
الانبیاء سرور دوسرا علیہ التحیتہ والثنا تاج لولاک زیب فرما کر جلوہ آرائے عالم
امکاں ہوئے عرش کی رفعت اس حجرے کی عظمت پر قربان جس میں مہمان عرش
ﷺ کی ولادت ہوئی اور ازل و ابد کی رونقیں اس پیاری گھڑی پر نثار جس میں
سرور عالم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ تشریف لائے۔

لاریب وہ سحر اپنے تقدس کا جواب نہیں رکھتی۔ جس میں سیدہ آمنہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے لال کی زیارت سے شرف افروز ہونے کے لئے قدسیان
معصوم قطار اندر قطار آ رہے تھے۔ اور جب افلاک کی رفعتیں جھک جھک کر
زمین کی پستی کو پیغام تہنیت دے رہے تھے۔ جب شرک فروش فارسیوں کے
آتش کدے گل ہو رہے تھے اور قصور شاہی کے گرتے ہوئے کنگرے انانیت
کے پیکروں کو خدائے حی و قیوم کے حضور سر بسجدہ ہونے کی تلقین کر رہے تھے۔

اے ماہ ربیع الاول! تو نے ایسا شاندار ماہتاب طلوع کیا جو اپنے حسن و
جمال میں تمام ماہتابوں پر فائق ہے۔ نسیم صبح نے خوشبو پھیلا کر دنیا کو حضور احمد
مختار ﷺ جو کہ عذاب الٰہی سے ڈرانے والے ہیں، کی تشریف آوری کی
بشارت دی۔

یہ وجد و کیف، یہ نور و حضور، قدرت کی یہ ضیاء پاشی ارواح و قلوب کی
یہ سرمستی، گلشن ہستی کی یہ چہل پہل عا الفیل کے اسی ربیع الاول تک محدود نہ
تھی۔ بلکہ اتنا طویل عرصہ گزرنے کے بعد اب بھی یہ مقدس مہینہ قلب و روح
کی تشنہ لبی دور کر کے سیرابی شادابی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ منبر و محراب کی

رونقیں کوچے کوچے سے صلوٰۃ و سلام کی میٹھی صدائیں، حمد و نعت کے شیریں
ترانے سب اسی فرحت و مبہجت کے مظاہر ہیں۔ جو ان ایام کے ورد و مسعود سے
حاصل ہوتی ہے۔ مسلمان زوال و عروج کے ادوار سے گزرے۔ انہیں جان
شکن محادثات سے دوچار ہونا پڑا۔ حوصلہ فرسا صدمات آئے، سلطنتیں چھن
گئیں۔ قومی وقار کو ٹھیس پہنچی مگر بایں ہمہ شہ عرب و عجم کے ذکر خیر میں روز
افزوں ترقی ہی ہوتی گئی۔ یوں بھی ہوا کہ اعدائے بدنہاد نے مختلف حربوں سے
طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے اس ذکر رفیع کو مٹانا چاہا مگر انہیں ہمیشہ غائب و
خاسر ہونا پڑا۔

پروفیسر محمد حسین آسی (صبح میلاد)

☆

"ایک سو ایک ضرب **الا اللہ** کی سلامی دو، رسول اللہ ﷺ تشریف
لاتے ہیں۔ آنکھیں مژگاں کی سناں اور ابرو کی تیغ سنبھالے، ادب سے پتلیاں
جھکائے کھڑی رہیں۔ زبان درود کا بینڈ بجائے۔ بدن کی سب رگوں کو حکم دو کہ
صلوتی بینڈ میں یک جان ہو کر سر ملائیں، یہاں تک کہ ہر بن مو سے نغمہ "**صلوا
علی محمد**" نکلنے لگے۔ روزہ کی عید، حج کی عید، دونوں دست بستہ آئیں اور عید
میلاد کا خیر مقدم کریں۔

غریبوں، مظلوموں کا غمگسار، سرکشوں اور ظالموں کے زیر کرنے والے،
وہی جن کا نام لینے سے ہمارے خون میں حرارت اور دل میں جوش پیدا ہوتا ہے۔
ایسے برگزیدہ اور پاکیزہ وجود کے ظاہر ہونے کا وقت ہے کہ آسمان، زمین، شجر، حجر
کیف میں ہیں، پھر تم اے مسلمانو! یوم ولادت کو قومی تہوار کیوں نہیں بناتے"۔

خواجہ حسن نظامی (ماہنامہ "آستانہ" دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۱)



☆

"جب زمین گرمی کی شدت سے تمتما اٹھتی ہے، تمازت آفتاب اس کی رگ
رگ سے نم زندگی چوس لیتی ہے، آسمان کی شعلہ ریزیاں ساری فضا کو دہکتا ہوا
انگارہ بنا دیتی ہیں، شگوفوں کی گردن کے منکے ٹوٹ جاتے ہیں، لالہ کا رنگ اڑ جاتا
ہے، پتیاں سوکھ جاتی ہیں، شاخیں پژمردہ ہو جاتی ہیں، سرو و صنوبر آتشدان ارضی
کے دود کش دکھائی دیتے ہیں، تابندہ چشمے دیدہ کور کی طرح بے نور ہو جاتے ہیں،
مرمریں ندیاں خط تقدیر محکوماں کی طرح بے آب رہ جاتی ہیں، وفور تپش سے سینہ
کائنات میں سانس رکنے لگتی ہے، طائر نگاہ تک بھی کاشانہ چشم میں سمٹ کر رہ جاتا
ہے اور بساط کائنات کے کسی کونے میں بھی زندگی کی کوئی تازگی دکھائی نہیں دیتی،
تو یاس و ناامیدی کے اس انتہائی عالم میں مبداء فیض کی کرم گستری سے سحاب
رحمت کسان کی آنکھوں کا نور بن کر فضائے آسمانی پر چھا جاتا ہے اور اپنی جواہر
پاشیوں اور گہر ریزیوں سے دامن ارض کو بھر دیتا ہے، مرجھائے ہوئے پھولوں میں
چٹکتے ہیں، کلیاں مہکتی ہیں، ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے نفیس و لطیف جھونکے
سرسبز و شاداب درختوں کی شاخوں میں لچک اور پھلوں میں یوں جنبش پیدا کر
دیتے ہیں، گویا بہار جھول رہی ہے خوشی کے جھولوں میں ——

لیکن ان مادی تشبیہات و استعارات سے ہٹ کر ذرا دنیائے انسانیت کی
طرف آیئے اور دیکھئے کہ وہاں بھی یہی اصول فطرت کس طرح عمل پیرا ہے۔
تاریخ کی یادداشتیں اس پر شاہد ہیں کہ اس وقت عالم انسانیت کی خشک سالی اس
سے کہیں زیادہ شدید، مہیب تھی جس کا تشبیہی منظر اوپر پیش کیا جا چکا ہے۔

اس وقت شجر زندگی کی ہر شاخ سے نمی خشک ہو چکی تھی۔ تہذیب و تمدن کے پھول وحشت و بربریت کی باد سموم سے مرجھا چکے تھے۔ حسن عمل کے زندگی بخش چشمے یکسر خشک ہو چکے تھے ------ یہ وقت تھا کہ فطرت کے اس اٹل قانون کے مطابق، جس کی طرف اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے، اس افسردگی و پژمردگی کو پھر سے تازگی و شگفتگی میں بدل دیا جاتا۔ چنانچہ اس کے لیے اس رب ذوالمنن کا سحاب کرم زندہ امیدوں اور تابندہ آرزوؤں کی ہزار جنتیں اپنے آغوش میں لیے، ربیع الاول کے مقدس مہینے میں، فاران کی چوٹیوں سے جھوم کر آیا اور بلد امین کی مبارک وادیوں میں کھل کھلا کر برسا جس سے انسانیت کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں لہلہا اٹھیں ---- بلد امین کی گلیوں کا نصیبہ جاگا ---- صحن گلستان کائنات پر بہار آ گئی، ہر طرف مسرتوں کے چشمے ابلنے لگے۔ فلک تعظیم کے لیے جھکا، زمین نے اپنی خاک آلود پیشانی سجدے سے اٹھائی کہ آج اس کی قرن ہا قرن کی دعاؤں کی قبولیت کا وقت آ پہنچا تھا۔ وہ آنے والا کہ جس کے انتظار میں زمانے نے لاکھوں کروٹیں بدلی تھیں، آیا اور اس شان زیبائی و رعنائی سے آیا، کہ زمین و آسمان میں تہنیت کے غلغلے بلند ہوئے۔ فرشتوں نے زمزمہ تبریک گایا۔ سدرۃ المنتہیٰ کی حدود فراموش شاخوں نے جھولا جھلایا۔ ملاء اعلیٰ کی مقدس قندیلوں نے چراغاں کیا۔ کائنات کے ذرے چمک اٹھے، فضائے عالم صلوۃ و سلام کی فردوس گوش صداؤں سے گونج اٹھی"۔

چودھری غلام احمد پرویز (معراج انسانیت)

☆



☆

"زندگی خواب ہے ---- اور بہت سے خواب سچ مچ زندگی بن جاتے ہیں۔ ہر کسی کو ایسے سچے خواب دکھائی نہیں دیتے۔ بہت سے لوگ خوابوں کو تصورات کی افسانہ طرازی اور اوہام کی بت گری بتاتے ہیں۔ لیکن اپنی اپنی وسعت فکر و خیال اور دل و نگاہ کی پاکیزگی کی بات ہے۔ بعض خواب اوہام کی شیشہ گری سے بلند ہوتے ہیں، حال و مستقبل کے برزخ کی اس طرح مثالی سیر کرائی جاتی ہے کہ آنے والے واقعات کا عکس آئینہ ادراک پر پڑنے لگتا ہے ---- یہ خواب دوسروں کی بیداری سے زیادہ سچے، کار آمد بلکہ مقدس ہوتے ہیں۔

اس دنیا میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جاگتے ہیں مگر ان کے دل سوتے رہتے ہیں۔ نفس و آفاق کی ایک نشانی میں بھی انہیں ہدایت کا کوئی اشارہ نہیں ملتا، ماضی اور حال کے واقعات کی رصدگاہ سے مستقبل کی ایک پرچھائیں بھی ان کو نظر نہیں آتی، ساری زندگی بے خبری میں گزر جاتی ہے ---- مگر کچھ سعید روحیں عالم خواب میں بھی بیداری کی نعمتوں سے بہرہ مند ہوتی ہیں اور مستقبل ان کے سامنے آپ ہی آپ آ کھڑا ہوتا ہے ----

آمنہ کو خواب نظر آنے لگے۔ نہایت ہی عجیب و مساک خواب! کبھی یہ کہ بی بی آمنہ کا جسم خاکی یکبارگی آئینہ کی طرح جھلکنے لگا اور روئیں روئیں سے سرد شعاعیں نکلنے لگیں، کبھی کانوں سے سنا کہ بہشت کی حوریں، آسمان کے فرشتے اور مقدس روحیں مبارک باد دے رہی ہیں۔ کبھی سوتے میں ایسا محسوس کیا کہ وہ اپنے نورانی اور شفاف جسم کے ساتھ بلندی پر ہے۔ اونچے سے اونچے پہاڑ پست

نظر آتے ہیں۔ آمنہ کے تلوے ستاروں کو چھو رہے ہیں اور چاروں طرف
تہنیت اور تبریک کے زمزمے چھڑے ہیں۔

دستور کے مطابق قبیلہ کی عورتیں آمنہ کی مزاج پرسی کے لیے آتیں تو
انہیں کچھ ایسا نظر آتا جیسے بام کعبہ سے لے کر عبداللہ کے گھر تک نور کا شامیانہ
تنا ہوا ہے، جسے کافوری شمعوں سے زیادہ اجلے اور روشن ہاتھ تھامے ہوئے ہیں۔
گھروں میں چرچے ہونے لگے کہ آمنہ پر آسمان کی نورانی دیویاں بہت مہربان ہیں۔
وہب کی بیٹی، عبدالمطلب کی بہو، عبداللہ کی شریک حیات اور ہونے والے بچہ کی
ماں آمنہ خود زہرہ و مشتری بنی جا رہی ہے۔

——— "اے لو! ستارے زمین پر جھک آئے۔ یہ آج کیا ہو رہا
ہے——— عبداللہ کی پھوپھی نے کہا"۔

——— "میں بھی تو یہی دیکھ رہی ہوں کہ جتنی روشن یہ پچھلی رات
ہے اتنے اجلے تو دن بھی نہیں ہوتے"——— ایک بوڑھی عورت نے جواب
دیا۔

——— ام معبد! اور یہ خنک ہوائیں، باد صبح گاہی کے جھونکے، نسیم سحر
کی اٹھکیلیاں، در و دیوار جھومے جا رہے ہیں، طائف کے سبزہ زاروں اور باغیچوں
کی بھی میں نے صبحیں دیکھی ہیں پر آج کی صبح تو سب سے عجیب ہے——— اور
خوشبو کی لپٹیں جیسے یمن کا تمام عطر جمع کر کے کسی نے چھڑک دیا ہے۔ کاش!
اس رات کی صبح نہ ہوتی اور ہم سدا یہی منظر دیکھتے رہتے——— تیسری
عورت نے دوپٹہ کا آنچل موڑتے ہوئے کہا۔

قریش کے جن گھرانوں میں لوگ آج جلد اٹھ بیٹھے تھے وہ اپنے بتوں کو
تھامتے تھامتے اور اٹھاتے اٹھاتے تھک جاتے تھے——— مگر بت کس طرح کھڑے
رہنے کے لیے تیار نہ تھے۔ ان کی پیشانیاں آپ ہی آپ سجدے میں جھکی جا رہی
تھیں۔



——— آج کیا ہو گیا ہے میرے معبود کو، لیٹے جاتے ہیں، گرے جاتے
ہیں، شاید نیند آ رہی ہے مگر بت تو سویا نہیں کرتے۔ کہیں مجھ سے ناراض تو نہیں
ہو گئے، لاؤ پھر ایک بار خلوص عقیدت کے ساتھ سجدہ کروں——— بوڑھے
قریشی نے بت کو دیوار کے سہارے کھڑا کر کے سجدہ کیا اور پھر جو سر اٹھایا تو بت کا
ماتھا بھی زمین پر دیکھا۔ اتنے میں ایک عورت دوڑی ہوئی آئی اور بوڑھے کا ہاتھ
تھام کر بولی:

——— "میرے ساتھ چل کر دیکھو، فریسہ کا معبود زہیر کا
حاجت روا، قیس کا بت اور خود میرا خدا سب کے سب خاک پر پیشانی
کے بل گرے پڑے ہیں"۔

اس پر بوڑھے عرب نے عورت کا ہاتھ جھٹک کر کہا:

——— "میں خود اس پریشانی میں مبتلا ہوں، میرے معبود کو
نہیں دیکھ رہی ہو، خاک پر سر رکھا ہے! تم اپنے معبودوں کو سنبھالو، میں
اپنے خدا کو تھامتا ہوں"۔

جہاں عبدالمطلب کے گھر میں آمنہ پر سرور آمیز غنودگی سی طاری تھی، اسی
عالم میں اس کے کانوں نے سنا:

——— "یہ اسمٰعیل ذبیح اللہ کی ماں ہاجرہ ہیں"———

آواز تھوڑی دیر کے لیے رک گئی اور وقفہ کے بعد زیادہ شیریں لہجہ میں کسی
نے کہا:

——— "ام احمد! دعائے ابراہیم مبارک!"

پھر فضا میں قدرے سکوت کے بعد ایک صدا گونجی:

——— "آمنہ! یہ عیسیٰ روح اللہ کی ماں مریمؑ ہیں، کنواری
مریم! شہر جلیل کے مبلغ کی والدہ محترمہ!———

پھر دوسری آواز:

———— "ام احمد! نوید مسیحا مبارک!"

ابھی دن رات ملے جلے تھے اس لیے دونوں کی تقدیروں کو ایک ساتھ چمکنا تھا۔ سپیدہ سحر نمودار ہو ہی رہا تھا، غنچوں کی نازک گرہیں کھل رہی تھیں، لالہ و گل کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر رہی تھی، بنفشہ و شقیق کی نازک پتیوں پر شبنم کے موتی ڈھلک رہے تھے، سرو و شمشاد نے پھولوں کی مہک پا کر انگڑائی لی۔ طائران خوشنوا کی چہکاروں سے تمام فضا نغمہ زار بن گئی، جنت آج سچ مچ زمین پر اتر آئی تھی۔ صفا کی وادی، مروہ کے سنگریزے، قبیس کی چوٹیاں اور عرفات کا میدان نور کی جھلکیوں میں جھم جھم کر رہا تھا۔

ستارے جھلملا رہے تھے، کلیاں چٹک رہی تھیں اور پھول مہک ہی رہے تھے کہ اتنے میں گھر کی عورتیں خوشی سے بے تاب ہو کر پکاریں:

———— "کوئی عبدالمطلب کو جا کر مبارک باد دو!"

عبدالمطلب اس مژدے کے سنتے ہی تیزی کے ساتھ آئے، خوشی کے مارے پاؤں بہکے بہکے سے پڑ رہے تھے۔ عبدالمطلب کے رخساروں کی جھریوں میں مسرت جھل مل، جھل مل کر رہی تھی۔ آمنہ نے فرط غیرت سے چادر منہ پر ڈال لی۔ عبدالمطلب نے پوتے کو دیکھا، پیشانی کو چوما۔ ان کی آنکھوں میں بجلیاں سی چمک رہی تھیں۔

———— سید القریش! اتنا نورانی چہرہ آپ نے آج تک دیکھا نہ ہو گا ———— عورتوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

———— لاریب نہ صرف میں نے، شاید دنیا میں کسی آنکھ نے ایسے جلوے نہ دیکھے ہوں، چاند، سورج، کہکشاں، قوس قزح، پھول، غنچے، حیران ہوں کہ کس چیز سے اس نونہال کے چہرے کو تشبیہ دوں! اس کے حسن و جمال کے سامنے تو یہ سب پھیکے اور بے رنگ ہیں! اور یہ باتیں مجھ سے محبت میں نہیں کہلوا رہی ہیں، یہ حقیقت ہے جو عبدالمطلب کی زبان سے آپ ہی آپ بول رہی ہیں ————



عبدالمطلب کے جواب پر عورتوں میں باہم سرگوشیاں ہونے لگیں۔ جیسے کوئی اپنے دل کی بات کہنا بھی چاہے اور کسی سبب سے کھل کر نہ کہہ سکے۔

———— یہ کیا سرگوشیاں ہو رہی ہیں! اچھا! گیت گانا چاہتی ہو، میں چلا جاؤں، مجھ بوڑھے کے سامنے دف بجاتے ہوئے شرم آتی ہو گی ———— عبدالمطلب کے کہنے پر عورتیں بولیں:

"یا ابا عبداللہ! رات ہم نے اپنی ان آنکھوں سے جو کیفیت دیکھی ہے، اگر کسی کے سامنے بیان کریں تو لوگ کہیں گے کہ یہ عورتیں دیوانی ہو گئی ہیں، کسی نے ان پر جادو کر دیا ہے، ان کے دماغ میں خلل آگیا ہے، رات کا سماں لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتا، وہ دیکھنے ہی کی چیز تھی، کہنے کی نہیں! اور کوئی کہنا بھی چاہے تو وہ کیفیتیں لفظوں میں کہاں سما سکیں گی" ———— عبدالمطلب نے مسکرا کر جانا چاہا۔

———— "ابن عبداللہ کہا کریں اس ہاشمی نونہال کو؟" ———— ایک خاتون نے دریافت کیا۔

———— اچھا! نام کی طرف اشارہ ہے! بہت خوب! عبداللہ کے لخت جگر اور آمنہ کے نور نظر کا نام ہم نے رکھا۔ احمد ہاں محمدؐ بھی، تمام دنیا میں تعریف کی جائے گی، میرے چاند کی! (فضا میں معاً ایک دھیما سا غیبی نغمہ گونجا ———— زمینوں میں ہی نہیں آسمانوں میں بھی اس کی حمد و ستائش کے نغمے بلند ہوں گے) عبدالمطلب کا جواب سن کر آمنہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی جیسے اس کے دل کی بات عبدالمطلب کی زبان پر آگئی"۔

ماہر القادری (در یتیم ﷺ)

☆

"ہادی اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے والد مکرم اس مولود مسعود کی آمد سے کئی ماہ ادھر راہی ملک عدم ہوئے۔ رسول اللہؐ کی والدہ مکرمہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہؐ کی حاملہ ہو کر دور حمل کے ہر دکھ اور ہر الم سے دور رہیں اور دل کو اک طرح کا سرور سا رہا۔ سال مولود کے ماہ سوم کی دس اور دو ہے۔ سوموار کی سحر ہوئی اور مال کار وہ لحہ مسعود آ کے رہا کہ رسول اللہؐ کی والدہ کی گود اس ولد مسعود سے ہری ہوئی اور وہ اہل عالم کی اصلاح کے لیے مامور ہو کر مولود ہوا۔ اسی لحہ مسعود و محمود کے لیے سارا عالم مادی کھڑا رہا اور اسی ولد مسعود کو "لولاک" کا عہدہ مکرم عطا ہوا۔

اللہ اللہ! وہ رسول امم مولود ہوا کہ اس کے لیے صدہا سال لوگ دعا گو رہے۔ اہل عالم کی مرادوں کی سحر ہوئی، دلوں کی کلی کھلی، گمراہوں کو ہادی ملا، گلے کو راعی ملا، ٹوٹے دلوں کو سہارا ملا، اہل درد کو درماں ملا، گمراہ حاکموں کے محل گرے، سالہا سال کی دہکی ہوئی وہ آگ مٹ کے رہی کہ لاکھوں لوگ اس کو الٰہ کر کے اس کے آگے سر لگائے رہے اور رود ساوہ ماء رواں سے محروم ہوا۔

رسول اللہؐ کے مکرم دادا کو اطلاع ہوئی، وہ اولاد کے ہمراہ گھر دوڑے اور ولد مسعود کو گود لے کر اللہ کے گھر گئے اور وہاں آ کر اس طرح دعا کی:

"ہر طرح کی حمد ہے اللہ کے لیے کہ اک ولد طاہر و مسعود ہم کو عطا ہوا۔ وہ لڑکا کہ گہوارے ہی سے سارے لڑکوں کا سردار ہوا۔ اس لڑکے کو اللہ کے حوالے کر کے اس کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ اس کا سہارا ہو اور وہ اس کو ہر مکروہ امر سے دور رکھے اور اس کو عمر عطا کرے اور حاسدوں سے دور رکھے"۔

**محمد ولی رازی (ہادی عالم ﷺ)**



☆

"ماہ ربیع الاول جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، دنیا روحانیت کے لیے موسم بہار ہے۔ یہ بہار صرف مسلمانوں کے لیے نہیں ہے، بلکہ پورے عالم کون و مکاں اور کارگہ حیات کے لیے ہے۔ اس لیے کہ اسی ماہ مبارک کی 12 تاریخ کو جب کہ انسانیت بربریت و بہیمیت کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی، جب کہ انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا، جب کہ شرف بشریت پتھروں کے خود تراشیدہ اصنام کی چوکھٹوں پر سجدہ ریز تھا، جب کہ ظہر الفساد فی البر والبحر کی کیفیت طاری تھی، جب کہ غریبوں، کمزوروں، یتیموں، بیواؤں، غلاموں اور مجبوروں کو کوئی سہارا دینے والا نہ تھا، استحصال اور جبریت کے خلاف کوئی آواز اٹھانے والا نہ تھا، کوئی ایسا نہ تھا جو انسانیت کو اس کی عظمت سے آشنا کرتا اور کوئی شخصیت ایسی نہ تھی، جو نوع آدمیت کو صراط مستقیم کی طرف لے جاتی۔ ذات پات کی خلیجیں انسانوں کے درمیان تفریق کا پہاڑ بن کر کھڑی تھیں۔ یونان کے فلسفے کے سوتے خشک ہو گئے تھے، مصر کے تمدن کی عمارت منہدم ہو چکی تھی، ایران کے عوام فلاکت و افلاس کی چکی میں پس رہے تھے، ہندوستان بتوں اور بت پرستوں کا مرکز بن چکا تھا، چینی حکمت دم توڑ چکی تھی، عراق میں خاک اڑ رہی تھی، سرمین حجاز بانجھ بنی ہوئی تھی کہ رحمت خداوندی کو جوش آیا اور وہ رحمتہ للعالمین کے ابر کرم کی شکل اختیار کر کے ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ایسا جھوم جھوم کر برسی کہ ساری کائنات سیراب و مالا مال ہو گئی"۔

**متین ہاشمی (میلاد النبی ﷺ مرتبہ راجا رشید محمود۔ ۱۹۸۸)**

☆

"سلام پہنچے، آمنہ کے اس لال ﷺ کو جس نے ہمیں اپنی رحمۃ للعالمینی میں پناہ دی، ہمارے بازوؤں کو کشور کشائی کی طاقت بخشی، ہمارے دلوں کو اپنی خندہ جبینی سے آفتاب و ماہتاب کی طرح جگمگایا، ہمیں ایمان کی لافانی دولت سے مالا مال کیا۔ جس پر قرآن کریم ایسی لازوال کتاب نازل ہوئی۔ جو مسکرایا تو چمنستان کونین کے پھولوں نے ہنسنا سیکھا۔ جو اٹھا تو پہاڑوں نے سربلندی پائی۔ جس کے خرام ناز سے صبا نے ٹہلنا سیکھا، جس نے کائنات کو نورانی کیا-----

جو نور میں سب سے پہلے اور ظہور میں سب سے آخر تھا۔ جس کی توانائیوں نے ہمیں کائنات کی تسخیر پر قادر کیا۔ جس نے عرب کے بدوؤں اور حجاز کے ساربانوں کو شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنا سکھایا۔ جس نے عرب و عجم کی تمیز مٹا ڈالی۔ جس نے انسانوں پر انسانوں کی فوقیت کو ختم کیا اور تقویٰ، دیانت اور فراست کو انسانی شرف و مجد کی دلیل ٹھہرایا۔

سلام پہنچے، اس محسن کائنات ﷺ کو جو کائنات کی تخلیق کا باعث ہے۔ جس کا عشق ہمارا قبلہ مراد اور کعبہ ذوق ہے۔ جو تمام نبیوں میں آخری نبی ہے۔ جس ﷺ کی ختم المرسلینی پر ساڑھے تیرہ سو سال میں کئی رہزنوں نے دست درازی کرنا چاہی لیکن وقت کی غیرت نے انہیں نقش آب کی طرح محو کر دیا۔ جو بظاہر گنبد خضریٰ میں سو رہا ہے لیکن جس کی چشم نگراں ارض و سما کی وسعتوں اور پہنائیوں سے باخبر ہے۔ ہم حقیروں میں اتنی ہمت کہاں کہ حضور ﷺ کی ثنا کر سکیں۔ یہاں قلم عاجز اور زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں"۔

آغا شورش کاشمیری (چٹان۔ سیرت نمبر)



☆

"حضور سرور کائنات ﷺ کے جسم اطہر کے سبب تمام عالم تجسیم ہوئے، حضور ﷺ نے جہاں جہاں قدم رکھا، محبت کی بارگاہیں معطر ہو گئیں۔ جن اشیا کو چھو لیا، ان کو عظمت بے پناہ نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ کے تخیل نے جن چیزوں کو سمو لیا، وہ اوج مقدر پر جلوہ افروز ہوئیں اور جدھر جدھر چشم رحمت اٹھی، ادھر ادھر عطائے الٰہی کے دفتر کھل گئے۔ انتخاب خداوندی کن کن مراحل سے گزر کر ایک نقطے پر مرکوز ہوا ہو گا، کتنے الفاظ نے طہارت کا سہارا لیا ہو گا۔ کتنے فلسفے دم بخود رہ گئے ہوں گے، کتنی تشبیہات نے دم توڑ دیا ہو گا، کتنے لطیف احساسات مجسم ہوتے ہوتے رہ گئے ہوں گے، اظہار نے کیا کچھ ہاتھ پاؤں نہ مارے ہوں گے، سرور و کیف نے کیا کیا کروٹیں نہ بدلی ہوں گی ---- دلوں کو وجد نصیب ہو رہا ہو گا، آنکھوں کو ٹھنڈک مل رہی ہو گی، جسم و جاں لطف حیات کے امتحان سے گزر رہے ہوں گے، شوق مچل رہا ہو گا، ذوق دید کیفیات کے پل صراط پر رقص کناں ہو گا، جناب رسول خدا محبوب ہر دو سرا (ﷺ) جب دنیا میں تشریف لا رہے ہوں گے، وہ وقت کتنا سہانا، پیارا، روح افزا، دلکشا، نزہت افروز اور درود آگیں ہو گا۔ وہ وقت جس کی ساعتوں کو سعادت کی لامتناہی خوشبو عطا کی گئی"۔

نادر جاجوی (ماہنامہ "انیس اہل سنت" فیصل آباد۔ میلاد النبی ﷺ نمبر ۱۴۰۱ھ)

☆

"جب سے حضرت آدم نے دنیا میں قدم رکھا تھا' ان گنت معصوم روحوں نے لاتعداد ماؤں کی زندگیوں میں پاکیزہ مسرتوں کے سدا بہار پھول کھلائے تھے۔ لاکھوں محسنان انسانیت جن میں انبیاء بھی تھے اور کشور کشا بھی' مقنن بھی تھے اور فلسفی بھی۔ اپنے معہود وقت پر ظہور فرما کر اس فانی دنیا کو الوداع کہہ چکے تھے لیکن حضرت آمنہ بی بی کے گھر جنم لینے والے بچے کو دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ یتیم دنیا بھر کے بے کسوں کا غم گسار' بے یار و مددگار و مظلوموں کا مربی' ستم رسیدہ غلاموں کا آقا' لاچار اور بے وسیلہ بیواؤں کا مونس اور بے سہارا یتیموں کا مشفق سرپرست ثابت ہوگا' جس کی آمد کے صدقے میں خزاں رسیدہ دنیا ابدی اور سرمدی بہاروں سے ہمکنار ہوگی' جس کے معطر قدسی انفاس کی برکت سے دلوں کی مرجھائی ہوئی کلیاں کھل کر پھول بن جائیں گی' کفرو شرک' لادینی و الحاد کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔ جہالت کے بت سرنگوں اور شقاوت و طغیان کے صنم کدے زمین بوس ہو جائیں گے۔ وحدت کے دل نواز زمزمے اور توحید کے سامعہ فریب نغمے ہر طرف گونج اٹھیں گے۔ ظلم و تشدد' حق ناشناسی' اور خدا ناترسی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ وحشت و بربریت' سفاکی و مردم آزادی کو دیس نکالا مل جائے گا' ذاتی تعلی اور نسلی تفاخر کے صنم توڑ پھوڑ دیے جائیں گے' فرعونیت کے فلک بوس محل اور رعونت و غرور کے رفیع مینار پیوند خاک ہو جائیں گے' جاہلی تمدن کے طور طریقے اور لادینی سماج کے مروج اقدار کی بساط لپیٹ دی جائے



گی' حسن اخلاق کو جلا ملے گی اور شرافت کا معیار تقویٰ اور پرہیزگاری قرار پائے گی۔

اللہ اللہ! آج کی صبح کتنی مسرت انگیز اور یہ مبارک ساعت کتنی سہانی ہے کہ حضرت آمنہ بی بی کے گھر دنیا کے مصلح اعظم اور بنوہاشم کے خاندان میں نبی آخر الزمان نے ظہور فرمایا ہے۔ کسریٰ' ایران کے محلات میں زلزلہ آگیا ہے اور قیصر روم کا تخت کانپ رہا ہے۔ سیاہ کاری اور بدکرداری کھڑی سر پیٹ رہی ہے' عرب کا فخر اور عجم کا غرور پابدامن ہے۔ کفرو الحاد کے بھڑکتے الاؤ' گمراہی اور بے دینی کے ابلتے لاوے بھسم ہونے کو ہیں۔ حق و صداقت کے گلشن میں بہار جاں فزا کی آمد آمد ہے۔ آفتاب وحدت کی ضیاء بیزی سے ظلمت شرک کے بادل چھٹنے کو ہیں اور ماہتاب رسالت کی نورپاشیوں سے یہ تیرہ و تار جہاں بقعہ نور بننے والا ہے۔ اب کوئی دن جاتا ہے کہ خوش سیرتی اور نیک کرداری کا دور دورہ ہوگا' مواخات اور بھائی چارے کا بھولا ہوا سبق دہرایا جائے گا اور چار دانگ عالم میں آشتی و خیر سگالی' ہمدردی اور انسان دوستی کے دلفریب مناظر دعوت نظارہ دیتے نے جائیں گے۔ گویا ہزار ہا حیات بخش تبدیلیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بارگاہ ایزدی سے عالم انسانیت کو ارزانی فرمائی جائیں گی۔

پروفیسر ڈاکٹر غلام ربانی عزیز (سیرت طیبہ' جلد اول)

☆

☆

انسانی دنیا تاریکی کی دبیز تہوں کے بھیانک بوجھ تلے دبی ہوئی تھی۔ ہوا و ہوس، ظلم و ستم، باطل افکار و نظریات کی گہری تاریکیاں، قبائلی رسم و رواج، غیر اخلاقی سماجی بندھن اور شرک و ضلالت کی گھمبیر ظلمتیں ہر طرف پوری قوت اور دبدبے کے ساتھ چھائی ہوئی تھیں۔ استحصال پسند، طاغوتی اور استعماری طاقتوں نے دانستہ غربت و افلاس اور بھوک و پیاس کے دروازے کھولے ہوئے تھے اور مجبور و بے کس انسانی ڈھانچوں کو اپنا مقہور اور باج گزار بنایا ہوا تھا۔ ان کی جاہ پسندی، ہوس اقتدار اور حصول دولت کی بے لگام خواہش نے خوب و ناخوب کا امتیاز مٹا کر شرف آدمیت کو غلامی کی زنجیریں پہنائی ہوئی تھیں اور ان کی اداس پیشانیوں کو اپنے حضور جھکنے پر مجبور کیا ہوا تھا۔ وسائل معیشت پر قبضہ جمانے کے بعد کسی کو اس قابل نہ چھوڑا تھا کہ وہ جور و جفا اور انسانی حقوق کی پامالی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر سکے اور اونچی کرسی والوں کے لیے خطرے کا باعث بنے۔

ایک طرف دنیا بھر میں پوری انسانیت اپنے حقوق کی بحالی کے لیے اس طرح تڑپ رہی تھی مگر پوری فضائے بسیط میں اس کے حق میں کوئی آواز اٹھانے والا نہ تھا اور دوسری طرف ابلیسی اور شیطانی قوتوں نے اودھم مچایا ہوا تھا۔ وہ سماء دنیا کے قریب پہنچنے کی مجاز تھیں، وہاں تک پہنچتیں اور بہت سے راز لے کر واپس آتیں اور دنیا والوں کو فریب دے کر گمراہ کرتیں۔

بتوں کی خدائی اپنی جگہ اوہام و اباطیل کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہی تھی۔ بت پرستی کی قبیح رسم نے ذہنوں میں جہالت کی تاریکیاں اس طرح بھر دی تھیں کہ وضعداری اور دانشوری بھی ان کی چوکھٹ پر جبہ سا تھی۔ دیکھا دیکھی سب آتے اور بتوں کے چرنوں میں ڈھیر ہوجاتے۔ ان کا ایک ہی سلوگن تھا



"ما وجدنا علیہ اباءنا" یعنی ہم نے جس روش پر آباؤ اجداد کو گامزن پایا، وہی طریق درست ہے اور ہم اسی پر چلیں گے۔ ان ہوشربا اور ہولناک حالات اور اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ماحول میں، شب ولادت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم انقلاب کے آغاز کا زوردار اعلان تھی۔ اس پہلی رات ہی نے باطل نفسانی اور شیطانی قوتوں کی صف میں کھلبلی مچا دی اور انہیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ کچھ ہوگیا ہے اور ابھی بہت کچھ ہونے والا ہے۔ جس کا آغاز اتنا زبردست ہے، اس کا نقطۂ آخر کیا ہوگا! مگر وہ یہ جاننے سے قاصر تھیں کہ کیا ہونے والا ہے۔

اس رات جو دنیا دار بادشاہوں کا حشر ہوا، وہ بھی انقلاب کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ آل ساسان تین ہزار ایک سو چونسٹھ سال سے فارس میں حکمران تھی۔ ان کی حکومت اتنی مستحکم اور نظام اتنا جابرانہ تھا کہ اس کی شکست و ریخت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس خاندان کے بادشاہ نشہ اقتدار سے سرشار اور بڑے ہی مغرور و متکبر تھے۔ کسی قوم و معاشرت یا تہذیب کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ شاہی سطح پر کوئی انقلاب ان کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا لیکن وہ بھی اس انقلاب کی زد میں آگئے۔

شب ولادت ظاہر ہونے والے انقلابات اور صدیوں سے قائم نظام باطل کو درہم برہم کر دینے والے یہ تغیرات، اس بات کا اعلان تھے کہ اب باطل کی حکمرانی اور چیرہ دستی کے دن ختم ہو گئے ہیں۔ استحصالی قوتیں، ان کے آلہ کار رسہ گیر اور ان کے بدقماش ساتھی، نشہ اقتدار میں بدمست حکمران اور ان کے حواری اب اپنا جبر و ستم جاری نہیں کر سکیں گے۔ ماحول حیات پر قابض وڈیروں کو یہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ وسائل معیشت پر بدستور قابض رہیں اور غریب عوام کا استحصال کرتے رہیں۔ سرمایہ دار لوگ عوام کی اکثریت کو بھوک سے

نڈھال فاقہ مست اور بے یار و مددگار دیکھنا پسند کرتے ہیں تاکہ انہیں فیکٹریاں اور کارخانے چلانے کے لئے سستی اور وافر مقدار میں لیبر میسر آتی رہے۔ وہ انہیں جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں دبا کر رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ان کا شعور بیدار نہ ہو اور وہ کسی مرحلہ پر بھی سر اٹھا کر چلنے کے قابل نہ ہوں۔ مخلوق خدا اور انسانیت کا بھلا نہ چاہنے والے فرعون سرشت حکمرانوں کے ایوانوں میں آنے والا یہ زلزلہ اور ان کی نیندیں اڑا دینے والا یہ انقلاب اس حقیقت کا نشان تھا کہ اب ان کے محاسبہ کا وقت آ گیا ہے اور اب نظام عالم کے نئے انقلابی دور کا آغاز ہونے والا ہے۔

یہی مصطفوی انقلاب کی صبح درخشاں تھی جو دیکھتے ہی دیکھتے یوم کامل میں بدل گئی اور اس عظیم دن کے طلوع کے بعد زبان مصطفیٰ ﷺ سے اعلان ہوا کہ اب میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور دور نہیں آئے گا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری (سیرت الرسول ﷺ جلد اول)

☆



☆

"جب زمانہ ولادت شریف کا قریب آیا' تمام ملک و ملکوت میں محفل میلاد تھی۔ عرش پر محفل میلاد' فرش پر محفل میلاد' ملائکہ میں مجلس میلاد ہو رہی تھی۔ خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں' دولہا کا انتظار ہو رہا ہے' جس کے صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے۔ سبع سماوات میں عرش و فرش پر دھوم ہے۔

ذرا انصاف کرو' تھوڑی سی مجازی قدرت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر' جس کا مدت سے اسے انتظار ہو' کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا؟

وہ عظیم مقتدر' جو چھ ہزار برس بیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرما رہا ہے' اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المرادیں ظہور فرمانے والے ہیں۔ یہ قادر علیٰ کل شئ' کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔

شیاطین اب بھی جلتے ہیں اور ہمیشہ جلیں گے۔ غلام تو خوش ہو رہے ہیں' ان کے ہاتھ تو ایسا دامن آیا کہ یہ گر رہے تھے' اس نے بچا لیا' ایسا سنبھالنے والا ملا کہ اس کی نظیر نہیں۔

ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے' دو کو بچا سکتا ہے' کوئی قوی ہو گا' زیادہ سے زیادہ بیس کو بچا لے گا' یہاں کروڑوں' اربوں' پھسلنے والے اور بچانے والے وہی ایک' **انا اخذ بحجزکم عن النار ھلم الی** (میں تمہارا کمر بند پکڑے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین و بارک وسلم۔ درود و سلام اے خدا بھیج بے حد بروح محمد و آل محمد"۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی (ضیائے حرم۔ عید میلاد النبی ﷺ نمبر۔ ۱۴۱۰ھ)

☆

”کہتے ہیں باران رحمت کی سب سے زیادہ ضرورت وہاں محسوس کی جاتی ہے، جہاں زمین خشک سالی کی بنا پر اناج کی کونپلوں کی جگہ ببول اگلنے لگے۔ حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس ریگزار عرب میں سحاب رحمت بن کر تشریف لائے تھے کہ جہاں انسانی تہذیب و تمدن اور اخلاق و کردار کے سوتے خشک ہوچکے تھے اور جہاں صلح و خیر کے گلہائے تلذہ کی جگہ ظلم و تعدی اور کفر و شرک کے جھاڑ جھنکار اگ رہے تھے۔ وہاں کے تپتے ہوئے صحراؤں اور ظلم و ستم کی باد سموم سے جھلستے ریگستانوں میں خدا کی عظمت و تقدیس اور انسانی عظمت و کردار کے منکر انسانوں کی آنکھوں سے شرم و حیا کے پانی کی ایک ایک بوند خشک ہوچکی تھی۔ ایسے وقت میں جب حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجسم رحمت و برکت بن کر آئے تو یکایک ہی کشت ایمان و یقین لہلہا اٹھی۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آئے، عالم انسانیت کے قلب مردہ کو حیات نو کی نوید ملی۔ آپؐ کیا آئے، مایوس دل، زندگی کی حرارت سے بھرپور ہوگئے، مردہ نفس جی اٹھے۔ آپؐ فاران کی چوٹیوں سے ایک ایسا مہر عالم تاب بن کر طلوع ہوئے کہ جس کی کرنیں حیرت انگیز تیزی کے ساتھ بلاد عالم کو منور کرنے والی تھیں۔ آپؐ دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحاؑ بن کر پہلوئے آمنہؓ سے یوں ہویدا ہوئے کہ کاروان انسانیت جو صدیوں سے اپنی منزل ایمان و یقین سے بھٹکا ہوا تھا، پھر سے اپنی منزل مقصود کی جانب رواں دواں ہونے کے لیے دلوں کو ولولہ تازہ سے سرشار کرنے لگا۔

پروفیسر محمد اکرم رضا



## یوم میلاد مصطفیٰ ﷺ

یہ اسلام کی شان و شوکت کا دن ہے
یہ حق و صداقت کی عظمت کا دن ہے
یہ انسانیت کی فضیلت کا دن ہے
یہ الفت، محبت، مودت کا دن ہے
یہ نعمت کا تحدیث نعمت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے

یہ تخلیق کی اصل غایت کا دن ہے
یہ جن و بشر کی ہدایت کا دن ہے
نبوت، رسالت، ولایت کا دن ہے
یہ ہر اک شرف کی نہایت کا دن ہے
یہ محبوب ﷺ خالق کی نسبت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے

یہ تسبیح و تکبیر و طاعت کا دن ہے
یہ تہلیل و تحمید و مدحت کا دن ہے
یہ تعظیم و تکریم و عزت کا دن ہے
سجود و رکوع و اقامت کا دن ہے
درود و سلام و تحیت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے

شریعت، طریقت، حقیقت کا دن ہے
امامت، قیادت، سیادت کا دن ہے
دیانت، متانت، صیانت کا دن ہے
اخوت، ذکاوت، سخاوت کا دن ہے
نفاست، شرافت، وجاہت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے

یہ چاہت، ارادت، عقیدت کا دن ہے
یہ راحت، صباحت، طہارت کا دن ہے
یہ نکہت، نظافت، لطافت کا دن ہے
یہ ندرت، صلابت، شجاعت کا دن ہے
یہی اصل میں زیب و زینت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے

زمیں کا ہر اک ذرہ نغمہ سرا ہے
چمن میں عنادل کی بھی یہ صدا ہے
فلک پر، ملک ہر، یہی گا رہا ہے
حبیب ﷺ خدا مرحبا مرحبا ہے
یہی غیرفانی سعادت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے

عرب جس کا ناگفتنی ماجرا تھا
جہاں ظلم کا دیوتا ناچتا تھا
جہاں شرک ہر سمت غرا رہا تھا
اسی دن کرم اس پہ رب نے کیا تھا
یہ توحید حق کی اشاعت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے



اسی روز آتش کدہ بجھ گیا تھا
اسی روز ہر بت زمیں پر گرا تھا
اسی دن عزازیل گھبرا اٹھا تھا
اسی دن در استجابت کھلا تھا
یہ لادینیت کی ہلاکت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے

ز، اعجاز میلاد محبوب ﷺ داور
یہ ہر دن سے افضل، یہ ہر دن سے بہتر
شب قدر سے بھی فضیلت میں بڑھ کر
بہت پیار آتا ہے اس پیارے دن پر
یہ بے مثل، بے تھاہ، رحمت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے

تہی دستو! یہ دن، دعاؤں کا دن ہے
گداؤ! یہ بے حد عطاؤں کا دن ہے
اثیمو! یہ بخشش کی چھاؤں کا دن ہے
مریضو! یہی دن شفاؤں کا دن ہے
یہی انوار! استجابت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے

(پروفیسر افضال احمد انور۔ فیصل آباد)

# مقالہ خصوصی

رفیق احمد باجوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الملک

صاحبو! میرے حضور ﷺ کا دنیا بھر کے انسانوں پر کیا یہ بے مثل احسان نہیں کہ آپ ﷺ نے ایک ایسی ام الکتاب، اللہ کے فیض و کرم سے، انسانوں کو مہیا کر دی جو نہ صرف دنیا بھر کے علوم امیوں کی دسترس میں لے آتی ہے بلکہ ان جہانوں کے علوم کو بھی واضع کرتی ہے جو بعد از "یوم الدین" بسائے جائیں گے۔

یہ یونیورسل کتاب عربی زبان میں کیوں نازل ہوئی۔ اس حقیقت سے کسی کو نہ انحراف ہے نہ انکار، کہ بنیادی طور پر دنیا میں یکے بعد دیگرے دو ہی زبانیں رائج ہوئیں۔ پہلے عربی اور بعدہ، سنسکرت۔ بلکہ لفظ سنسکرت خود عربی زبان کا لفظ ہے۔ لفظ عربی دو الفاظ یعنی عین اور ربی کا مخفف ہے۔ اور لفظ سنسکرت بنیادی طور پر سنسکرات تھا۔ یعنی لازمی طور پر ہمارا عالم سکرات، جو مزید مخفف ہو کر سنسکرت پکارا جانے لگا۔ باقی جملہ زبانیں ان ہی دو زبانوں کی شاخیں ہیں جو وقتاً فوقتاً مختلف حالات میں کو نپلتی اور پنپتی رہیں۔

قرآن پاک صرف اس لئے عربی زبان میں نازل نہیں ہوا۔ کہ حضور ﷺ کی اموی زبان عربی تھی یا اصل مخاطب عرب تھے، بلکہ اس لیے اس زبان میں نازل ہوا کہ عربی دنیا بھر کے انسانوں کے اجسام میں موجود و رواں دواں امر رب



یعنی روح کی زباں ہے۔ انسان کی مادری زبان کچھ بھی یا کوئی بھی ہو، اس کے کان عربی کے لئے بہرے، آنکھ اندھی اور زبان گونگی ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی نہ وہ عربی زبان سن کر سمجھ سکتا ہو، نہ لکھی ہوئی دیکھ کر پڑھ سکتا ہو، نہ اس میں گفتگو کر سکتا ہو۔ وہ جونہی اپنے اندر موجود امر رب کی جانب رجوع کرے گا، اس کی قرآن پاک کی زبان سمجھنے کی صلاحتیں از خود بیدار ہو جائیں گی۔

جو لوگ امر رب کی جانب راجع نہیں ہوتے دانش آیات قرآن کے واسطہ اور رو سے ان کی آنکھیں ہوتی ہیں مگر دیکھ نہیں سکتے، کان ہوتے ہیں مگر سن نہیں سکتے، زبان ہوتی ہے گر بول نہیں سکتے۔ ان کی آنکھوں پر پردہ سا پڑا رہتا ہے۔ یوں صم بکم بن جاتے ہیں۔ جیسے کسی نے ان کے کانوں اور زبانوں پر مہریں پیوست کر دی ہوں۔ یہ راز بھی میرے حضور ﷺ نے ہی افشا کیا کہ انسانی جسم میں لکھنے اور پڑھنے کی صلاحتیں اللہ کی طرف سے ودلیت شدہ ہیں۔ اور یہ راز بھی کہ جب انسان سو رہا ہوتا ہے تو ہرچند اس میں جان ہوتی ہے، امر رب اس کے جسم سے باہر ہوتا ہے اس لئے کہ نہ رب کو نیند آتی ہے، نہ امر رب کو۔ اور یہ انتظام اللہ ہی کی دسترس میں ہے کہ اس کی روح کو اس کے جسم میں واپس داخل ہونے دے۔ یا نہ ہونے دے۔ اسی لئے سوتے میں انسان کے اعضا اور ان کی صلاحتیں کار آمد نہیں رہتیں۔

جب اللہ تعالی یہ حقیقت وحی فرما رہے تھے کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اتارا تاکہ تم سمجھ سکو، تو مخاطب فقط حضور ﷺ کی ذات اقدس ہی نہ تھی بلکہ جملہ انسانیت تھی۔ جب یہ فرمایا کہ ہم نے قرآن کو آسان کیا یا فرمایا۔ **علم القران** تو بھی مخاطب سبھی انسان تھے۔ اگرچہ یہ راز وحی کے ذریعہ حضور ﷺ کی ذات اقدس پر افشا کیا جا رہا تھا۔ تاکہ آپ ﷺ کی وساطت اور کرم نوازی سے تمام انسان نہ صرف اس راز سے بلکہ اس کی ماہیت سے بھی آگاہ ہو جائیں۔ کسی بھی انسان میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی۔ کہ جس عبارت کا مطلب اسے معلوم

نہ ہو' وہ اسے زیادہ دیر تک زبانی یاد رکھ سکے یا اپنے حافظہ میں محفوظ کر سکے۔ اتنے جامع' مدلل اور مرصع کلام کو اگر ایسا انسان جو قطعی ان پڑھ اور زبان عربی سے نا آشنا ہے' زبانی یاد کر لیتا ہے اور مدتوں تک اسے اپنے حافظہ میں محفوظ رکھ لیتا ہے۔ تو یقیناً یہ اس حقیقت کی نشان دہی ہے کہ اس کے جسم کے اندر زبان سے آشنا کوئی جزو' کوئی قوت موجود ہے۔ جو اس کی زبان سے' اس کے معانی سے آشنا ہے۔ انسان ان پڑھ ہو سکتا ہے۔ اس کے اندر موجود اس کی روح تو ان پڑھ نہیں ہوتی۔ امر رب کو ان پڑھ گرداننا' یا عربی زبان سے آگاہ تسلیم نہ کرنا' بہت سے حقائق کو جانے سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔ قرآن پاک کی تحریر' اس کی تقریر کا تعلق انسانی ذہن سے نہیں' اس کی روح سے ہے۔

یہ راز بھی میرے حضور ﷺ نے ہی افشا کیا کہ عقل و دانش کا منبع انسانی دماغ نہیں' انسانی قلب ہے۔ نظم الٰہی میں دانشور بنانے کے لئے شرح صدر کی جاتی ہے اور جاہل بنا دینے کے لئے قلب پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ یوں ہوتا بھی دنیا دیکھ چکی کہ دنیا جسے ابو الحکم یا ابو الکلام کہہ رہی تھی' اللہ نے اسے ابو جہل قرار دے دیا۔ قرآن پاک دنیا کی واحد و لاشریک کتاب ہے جس میں مندرجہ کلام کے قاری کا جسم دائیں بائیں کے بجائے آگے پیچھے کی اطراف جھومتا ہے۔ دائیں بائیں انسان اس وقت جھومتا ہے۔ جب کسی کلام کا خط اسے ذہنی طور پر غیر متوان کر رہا ہو۔ اور جسم کا آگے پیچھے جھومنا اس کیفیت کا نشان دہ ہوتا ہے کہ انسان متوازن ہونے کی کاوش کر رہا ہے۔ بلکہ انسان ذہنی و قلبی طور پر متوازن ہو رہا ہے۔ یہی فرق بھنگڑے اور رکوع و سجود میں' نشے میں لڑکھڑا جانے اور نماز میں متوازن ہو جانے میں ہے۔ رکوع اور سجدہ یں جانا اور پھر اٹھ جانا انسان ذہن کو متوازن کرنے اور اس توازن کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ اور جب توازن قائم ہو جائے تو انسان مطمعن ہو کر دوزانو بیٹھ جاتا اور بے اختیار ہو کر' اسی اطمینان و سکون سے محفوظ ہو کر اپنے دائیں بائیں والوں کے لئے پکار اٹھتا ہے۔ "السلام علیکم۔ السلام علیکم"۔ میرے حضور



ﷺ کو اللہ نے فقط یہ کہا: صلوۃ قائم کیجئے' قائم کروایئے' آپ ﷺ کی انسانی جسم اور ان کے قلوب و اذہان کے عمل و ساخت سے آگاہی ملاحظہ ہو کہ انسان کو ذہنی و قلبی طور پر مطمعن کرنے کے لئے جتنے آستن ضروری تھے' وہ صلواۃ میں شامل کر دیئے۔ اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانے سے لے کر السلام علیکم کہتے ہوئے گردن ہلانے تک جملہ حرکات و سکنسات انسانی اذہان و قلوب کو متوازن کرنے میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کیا کہ ہاتھ باندھ کر آنکھیں بند کر کے کھڑے ہو جایا کرو۔ یا یہی عمل بیٹھ کر کیا کرو۔

لوگو! دانش پیغمبر ﷺ کی فقط داد ہی نہ دو۔ ان ﷺ کے ربرو کے اشارے پر اپنی جان' اپنا مال' اپنی اولاد بھی قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہو۔ ہر چند کہ تم اس پاکستان میں رہ رہے ہو' جہاں مختلف قوی دین اسلام کی بیخ کنی اور لادینی کی بار آوری و آبیاری کے شب و روز کوشاں ہیں۔ جہاں حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت کو عمداً متنازعہ قرار دیا جا رہا ہے۔ حتہ کہ معاشقہ اور اغوا کی بے حیائیوں کو قانونی تحفظ دیا جا رہا ہے۔ اور رضائے والدین اور رسوم نکاح پر آوازے کسے جا رہے ہیں مفکر پاکستان نے آزادی افکار کو ابلیس کی ایجاد قرار دیا تھا۔ آج کا دانشور آزادی اعمال کو بلکہ بد اعمالی کو بھی بنیادی حق قرار دلوانے پر مصر ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل شدہ قرآن ابو جہل کی زیر تلاوت ہے۔

زمانہ اس امر سے بھی آگاہ نہیں رہا۔ کہ قرآن پاک کلام اللہ ہے اور کسی بھی کلام کے صحیح مطلب و معانی سے اس وقت تک مکمل آشنائی ممکن نہیں ہوتی جب تک صاحب کلام کے اشارات و کفایات کے علاوہ اس کی آواز کے اتار چڑھاؤ اور انداز مخاطب سے آگاہی میسر نہ ہو۔ پیار' غصہ' طعن' نصیحت' منت سماجت کے دوران بعض دفعہ الفاظ مختلف نہیں ہوتے' ادائیگی کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ اور یوں مطالب و معانی بھی مختلف ہو جاتے ہیں۔ حتی کہ پیار سے دی ہوئی گالی اور غیض و

غضب سے دی ہوئی گالی کے الفاظ اگرچہ ایک ہی ہوتے ہیں۔ مگر اثرات جداگانہ ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ الفاظ نہیں جذبات اثرانداز ہوتے ہیں مختلف جذبات میں الفاظ کی ترتیل مختلف ہوتی ہے۔ کلام اگر مناسب جذبات یا ہیتیئل سے عاری ہو جائے تو بے اثر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کی قرآت اگر مناسب جذبات سے عاری ہو جائے تو نہ مطلوبہ اثر ہو گا' نہ موعودہ۔ قرآن کا قاری اگر اپنے اوپر یہ کیفیت طاری کرے کہ میں صاحب کلام کو اس کا کلام سنا رہا ہوں یا یہ کہ جس کا کلام میں پڑھ رہا ہوں' وہ خود بھی سن رہا ہے تو فیضان کا سیلاب اُمڈ آئے گا۔ اور **علم القران** کا عمل وارد ہوتا ہوا نظر آنے لگے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے قرآن پڑھنا' لکھنا اور اس کے مطالب سے اس کے منشا سے کلی طور پر آشنا ہو جانا' اللہ تعالی سے صرف خود ہی نہیں سیکھا۔ انسانوں پر بھی یہ راز اور یہ عمل واضح کر دیا۔ دانش کلام الہی میں بھی وہی توحید آشکار ہے جو خود اللہ کی وحدانیت میں ہے۔ اسی طرح اس دانش کے حصول میں حضور ﷺ نے کبھی کسی وسوسہ' کسی اختلاف' کسی شرک' کسی دوئی' کسی غیر شرعی شرح کو داخل نہیں ہونے دیا۔ اور یوں توحید دانش قرآن کو برقرار و منتقل رکھا۔ آج کے تفرقات انسانی دانش فانی کو دانش لافانی پر حاوی کرنے کے سہو کا نتیجہ ہیں۔ اور ہم اس زمانہ میں رہ رہے ہیں جہاں بدقسمتی سے لوگوں نے قطعی و حقیقی سچائی کو بھی اپنی اغراض خفتہ کے زیر نظر متنازعہ و مختلف بنا دیا ہے۔ کاش آج کی دانش قرآن کو قرآن سے' کلام کو صاحب کلام سے' وحی کو حاصل وحی سے سمجھنے کا انداز اختیار کرتی' انداز نبی امی ﷺ اختیار کرتی۔ اور

ایسے تھے آپ امی کھولی زبان جس دم
دم بھر میں بے زباں تھے سارے زبان والے

کا سا سماں ایک دفعہ پھر بندھ جاتا۔ قرآن کو سمجھنے کا نظام ہر انسان کے جسم میں موجود ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں "**اسما کلها**" بھی



جانے' کا نظام موجود تھا' جو فرشتوں کو میسر نہ تھا۔ لوگو! علم حاصل نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ اللہ عطا نہ کرے۔ **لا علم لنا الا ما علمتنا** اور **رب زدنی علما** میں پنہاں رمز و دانش سے آگاہی حاصل کرو۔ نہ صرف **صلصلة الجرس** سے آگاہی ہو گی' رنگوں کی جھنکار دیکھ بھی لو گے اور سن بھی سکو گے۔ **نور و الھدی** سے بھی فیض یاب ہو گے۔

اس نور سے آگاہی حاصل کرو جو تمہاری صرف آنکھ میں معکوس ہے حضرت موسی علیہ السلام کے ایک ہاتھ اور میرے حضور ﷺ کے تمام کر جسم میں اپنی اصل میں موجود و رقصاں تھا۔ جو نور آدمی کی آنکھ میں معکوس ہے۔ وہ اندھے کے جسم میں مبہوت ہوتا ہے۔ فقط آنکھ سے کسی جسمانی خرابی کے باعث یا عکس سے کٹ جانے کیوجہ سے نمایاں نہیں ہو رہا ہوتا۔ دیگر جانداروں کی آنکھ کی قوت دید میں اور نور چشم انسان میں بہت بڑا اور نمایاں فرق ہے' جو ابھی تک تحقیق طلب ہے۔ اگرچہ میرے حضور ﷺ نے صدیوں پہلے اسے واضح کر دیا تھا۔ مگر سائنس ابھی تک نا آشنا ہے۔ انسان کی آنکھ کا نور امر رب کا نور ہے۔ اور قرآن کلام رب ہے۔ اس کی آیات میں بھی وہی نور ہے جو امر رب میں ہے۔ اندھیروں میں ٹٹولنے والوں کو میرے حضور ﷺ نے امر رب کے نور کے ذریعے آیات قرآن کے نور سے مخاطب ہونے کے طریقہ و سلیقہ سے آشنا کیا۔ انسانی جسم میں اللہ نے صرف لکھے ہوئے کو پڑھ لینے' یا پڑھے ہوئے کو لکھ لینے کی صلاحیت ہی ودیعت نہیں کر رکھی' قرآن عربی کو از خود سمجھ لینے کی صلاحیت بھی ودیعت کر رکھی ہے۔ اس راز سے میرے حضور ﷺ نے اگرچہ انسانیت کو آگاہ کیا مگر انسانوں کی خود فراموشی نے اس آگاہی پر پردے ڈال رکھے ہیں اور وہ دن شاید بہت دور نہ ہو جب مسلم سائنس انسانی جسم میں ان خلیوں سے بھی آگاہی حاصل کر لے جن کے بیدار ہونے پر امر رب کی وساطت سے ہر انسان از خود قرآن کی تلاوت کرنے لگ جائے۔ ابھی تک تو

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

صاحبو! قرآن ناطق ہے۔ بڑے آسان طریقہ سے اپنے آپ کو پڑھواتا، قاری کو بلواتا، اور اپنی دانش و حکمت کو خود واضح کرتا ہے۔ دانش قرآن دانش انسان کی محتاج نہیں۔ انسانی دانش کو دانش قرآن کے اطاعت گزار بناؤ۔ حکمتیں از خود واضح ہو جائیں گی۔

☆



# ماہنامہ ''نعت'' لاہور

## ۱۹۸۸ کے خاص نمبر

| مہینہ | نمبر |
|---|---|
| جنوری | حمدِ باری تعالیٰ |
| فروری | نعت کیا ہے؟ |
| مارچ | مدینۃ الرسول ﷺ (اول) |
| اپریل | اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (اول) |
| مئی | مدینۃ الرسول ﷺ (دوم) |
| جون | اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (دوم) |
| جولائی | نعتِ قدسی |
| اگست | غیر مسلموں کی نعت (اول) |
| ستمبر | رسول ﷺ نمبروں کا تعارُف (اول) |
| اکتوبر | میلادُ النبی ﷺ (اول) |
| نومبر | میلاد النبی ﷺ (دوم) |
| دسمبر | میلاد النبی ﷺ (سوم) |

## ۱۹۸۹ کے خاص نمبر

| مہینہ | نمبر |
|---|---|
| جنوری | لاکھوں سلام (اول) |
| فروری | رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (دوم) |
| مارچ | معراجُ النبی ﷺ (اول) |
| اپریل | معراجُ النبی ﷺ (دوم) |
| مئی | لاکھوں سلام (دوم) |
| جون | غیر مسلموں کی نعت (دوم) |
| جولائی | کلامِ ضیاءُ القادری (اول) |
| اگست | کلامِ ضیاءُ القادری (دوم) |
| ستمبر | اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (سوم) |
| اکتوبر | درود و سلام (اول) |
| نومبر | درود و سلام (دوم) |
| دسمبر | درود و سلام (سوم) |

## ۱۹۹۰ کے خاص نمبر

| مہینہ | نمبر |
|---|---|
| جنوری | حسَن رضا بریلوی کی نعت |
| فروری | رسول ﷺ نمبروں کا تعارُف (سوم) |
| مارچ | درود و سلام (چہارم) |
| اپریل | درود و سلام (پنجم) |
| مئی | درود و سلام (ششم) |
| جون | غیر مسلموں کی نعت (سوم) |
| جولائی | اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (چہارم) |
| اگست | وارثیوں کی نعت |
| ستمبر | آزاد بیکانیری کی نعت (اول) |
| اکتوبر | میلادُ النبی ﷺ (چہارم) |
| نومبر | درود و سلام (ہفتم) |
| دسمبر | درود و سلام (ہشتم) |

## ۱۹۹۱ کے خاص نمبر

| مہینہ | نمبر |
|---|---|
| جنوری | شہیدانِ ناموسِ رسالت (اول) |
| فروری | شہیدانِ ناموسِ رسالت (دوم) |
| مارچ | شہیدانِ ناموسِ رسالت (سوم) |
| اپریل | شہیدانِ ناموسِ رسالت (چہارم) |
| مئی | شہیدانِ ناموسِ رسالت (پنجم) |
| جون | غریبؔ سہارنپوری کی نعت |
| جولائی | نعتیہ مُسدّس |
| اگست | فیضانِ رضا |
| ستمبر | عربی ادب میں ذکرِ میلاد |
| اکتوبر | سراپائے سرکار ﷺ |
| نومبر | اقبالؔ کی نعت |
| دسمبر | حضور ﷺ کا بچپن |

# ماہنامہ "نعت" لاہور

## ۱۹۹۲ کے خاص نمبر

| مہینہ | عنوان |
|---|---|
| جنوری | نعتیہ رباعیات |
| فروری | آزاد بیکانیری کی نعت (دوم) |
| مارچ | نعت کے سائے میں |
| اپریل | پیر کے دن کی اہمیت (اول) |
| مئی | پیر کے دن کی اہمیت (دوم) |
| جون | پیر کے دن کی اہمیت (سوم) |
| جولائی | غیر مسلموں کی نعت (چہارم) |
| اگست | آزاد نعتیہ نظم |
| ستمبر | سیرت منظوم |
| اکتوبر | سراپائے سرکار (دوم) |
| نومبر | سفرِ سعادت، منزلِ محبت (اول) |
| دسمبر | سفرِ سعادت، منزلِ محبت (دوم) |

## ۱۹۹۳ کے خاص نمبر

| مہینہ | عنوان |
|---|---|
| جنوری | ۹۲ (قطعات) |
| فروری | عربی نعت اور علامہ نبہانیؒ |
| مارچ | ستار وارثی کی نعت گوئی |
| اپریل | حضور ﷺ اور بچے |
| مئی | حضور ﷺ کے سیاہ فام رفقا |
| جون | زائرِ مدینہ بہزاد لکھنوی کی نعت |
| جولائی | تسخیرِ عالمین اور رحمۃ للعالمین (اول) |
| اگست | تسخیرِ عالمین اور رحمۃ للعالمین (دوم) |
| ستمبر | رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (چہارم) |
| اکتوبر | نعت ہی نعت |
| نومبر | یا رسول اللہ ﷺ |
| دسمبر | حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین |

## ۱۹۹۴ کے خاص نمبر

| مہینہ | عنوان |
|---|---|
| جنوری | محمد حسین فقیر کی نعت |
| فروری | نعت ہی نعت (دوم) |
| مارچ | تضمینیں |
| اپریل | حضور ﷺ کی معاشی زندگی |
| مئی | اختر الحامدی کی نعت |
| جون | مدینۃ الرسول ﷺ (سوم) |
| جولائی | شیوا بریلوی اور جمیل نظر کی نعت |
| اگست | دیارِ نور |
| ستمبر | بے چین رجپوری کی نعت |
| اکتوبر | نعت ہی نعت (سوم) |
| نومبر | نور علیٰ نور |
| دسمبر | معراج النبی ﷺ (سوم) |

## ۱۹۹۵ کے خاص نمبر

| مہینہ | عنوان |
|---|---|
| جنوری | حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ |
| فروری | استغاثے |
| مارچ | نعت ہی نعت (چہارم) |
| اپریل | نعت کیا ہے؟ (دوم) |
| مئی | نعت کیا ہے؟ (سوم) |
| جون | نعت کیا ہے؟ (چہارم) |
| جولائی | خواتین کی نعت گوئی (اشاعت خصوصی) |
| ستمبر | نعت ہی نعت |
| اکتوبر | کافی کی نعت |
| نومبر | غیر مسلموں کی نعت گوئی |
| دسمبر | انتخاب نعت |



## ۱۹۹۶ کے خاص نمبر

| مہینہ | عنوان |
|---|---|
| جنوری | لطف بریلوی کی نعت |
| فروری | نعت ہی نعت |
| مارچ | نعت نمبر اول (اشاعت خصوصی) |
| اپریل | نعت نمبر اول (اشاعت خصوصی) |
| مئی | ہجرت رسول ﷺ |
| جون | سرکار ﷺ دی سیرت |
| جولائی | سرکار ﷺ کے لیے لفظ "آپ" کا استعمال |
| اگست | ظہور قدسی |
| ستمبر | نعت نمبر دوم (اشاعت خصوصی) |

☆☆☆☆☆☆

## احترام قرآن و حدیث

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی ﷺ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ ماہنامہ "نعت" کا ہر صفحہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کے ذکر پاک سے مزین ہوتا ہے۔ لہٰذا ماہنامہ "نعت" کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

راجا رشید محمود کا نعت کے موضوع پر تحقیقی کام

## پاکستان میں نعت

فہرستِ مندرجات یہ ہے:

| | |
|---|---|
| نعت کیا ہے؟ | نعت کے موضوع پر کیا گیا کام |
| برِصغیر میں نعت گوئی کا فروغ | نعتیہ مشاعرے |
| قیامِ پاکستان کے بعد نعت | نعت خوانی |
| پاکستان میں مطبوعہ مجموعہ ہائے نعت | نعت ایوارڈ |
| جن کے مجموعے ابھی طبع نہیں ہوئے | پاکستان میں فروغِ نعت کے اسباب |
| انتخابِ نعت | نعت کے موضوعات |
| جرائد کے نعت نمبر | ہیئتی تنوع |
| نعت سے متعلق جرائد | نعت کے آداب |
| رسائل و جرائد کے رسول (ﷺ) نمبر | نعت پر تنقید کی ضرورت |
| | علاقائی نعت |

اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے لئے ۸۳۸ کتابوں، اور رسائل و جرائد کے ۲۲۱ خاص نمبروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

صفحات ۲۲۴۔ قیمت ۱۳۰

### نعت سے متعلق مزید تحقیقی کتب

☆ ۱۔ نعت کیا ہے (۱۱۲ صفحات) ۱۹۹۵

☆ ۲۔ خواتین کی نعت گوئی (۴۳۶ صفحات) ۱۹۹۵

☆ ۳۔ غیر مسلموں کی نعت گوئی (۴۴۸ صفحات) ۱۹۹۴



راجا رشید محمود ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور کے

## مجموعہ ہائے نعت

☆ **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ**۔ ۱۹۷۷، ۱۹۸۱، ۱۹۹۳ (تین ایڈیشن)

دو حمدیں، ۴۳ نعتیں اور ۱۴ مناقب۔ ۱۳۶ صفحات

☆ **حدیثِ شوق**۔ دوسرا اردو مجموعہ نعت۔ ۱۹۸۲، ۱۹۸۴، ۱۹۸۶ (تین ایڈیشن)

۷۸ نعتیں، جن میں حضور ﷺ کے لیے تو یا تم کا صیغہ استعمال نہیں کیا گیا۔ ۱۷۶ صفحات۔ اربابِ علم و تحقیق کی آرا

☆ **منشورِ نعت**۔ نعت کی دنیا میں فردیات کا پہلا مجموعہ۔ ۱۹۸۸

اردو اور پنجابی فردیاتِ نعت۔ ۱۷۶ صفحات

☆ **سیرتِ منظوم**۔ قطعات کی صورت میں پہلی منظوم سیرت النبی ﷺ ۱۹۹۲۔ شروع میں "اردو میں منظوم سیرت کی تاریخ" کے موضوع پر تحقیقی مقدمہ۔ ۱۲۸ صفحات۔ ناشر اختر کتاب گھر، لاہور۔ پوری سیرتِ منظوم میں حضور ﷺ کے لیے جمع کا تعظیمی صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

☆ **۹۲۔ نعتیہ قطعات**۔ مرتبین شہناز کوثر و اظہر محمود۔ حضور ﷺ کے اسمِ گرامی کے اعداد کی رعایت سے ۹۲ قطعات کا مجموعہ۔ شروع میں "عناصر کی تعداد" کے عنوان سے مقدمہ۔ صفحات ۱۱۲۔ ۱۹۹۳

☆ **نعتاں دی اَٹّی**۔ پنجابی کا پہلا نعتیہ دیوان جسے ۱۹۸۸ میں صدارتی ایوارڈ دیا گیا۔ پنجابی کے کسی نعتیہ مجموعے پر یہ پہلا ایوارڈ تھا۔ ۹۳ نعتیں۔ پنجابی کا واحد مجموعہ نعت جس میں حضور ﷺ کے لیے واحد کے بجائے جمع کا تعظیمی صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ ۱۹۸۵، ۱۹۸۷

☆ **حق دی تائید**۔ شاعر کی پہلی پنجابی اردو کاوش جو ۱۹۵۶ میں شائع ہوئی۔

☆ **منظومات**۔ اس میں ۱۹ نعتیں بھی ہیں۔ ۱۹۹۵

## راجا رشید محمود کے مرتبہ

# انتخابِ نعت

**مدحِ رسول ﷺ۔** انتخابِ نعت جس میں شامل نعتیں ثانوی اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں کے طلبہ و طالبات کی ذہنی استعداد کو پیشِ نظر رکھ کر منتخب کی گئی ہیں۔ پہلے حصے میں ۷۱، دوسرے میں ۸۴ نعتیں ہیں۔ صفحات ۱۹۸۔ ناشر: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور۔ ۱۹۷۳

**نعتِ خاتم المرسلین ﷺ۔** حرفِ تہجی کی ترتیب سے شعرا کی نعتیں شاملِ انتخاب ہیں۔ پہلے ۲۰ x ۳۰ / ۱۶ سائز پر چھپا۔ اب ۲۳ x ۳۶ / ۱۶ سائز پر چھپتا ہے۔ مطبوعہ لاہور۔ صفحات ۱۸۴۔ ۱۹۸۲، ۱۹۸۸، ۱۹۹۳

**نعت کائنات۔** اصنافِ سخن کے اعتبار سے ضخیم نعتیہ انتخاب۔ مبسوط تحقیقی مقدمے کے ساتھ۔ ۱۰۲۷ نعتیہ منظومات۔ ۸۱۶ صفحات۔ بڑا سائز۔ چار رنگی طباعت۔ ناشر: جنگ پبلشرز، لاہور۔ ۱۹۹۳

**نعتِ حافظ۔** حافظ پیلی بھیتی کے آٹھ نعتیہ دواوین کا انتخاب۔ شروع میں کئی صفحات پر مشتمل مقدمہ۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۸۸

**قلزمِ رحمت۔** امیر مینائی لکھنوی کی نعتوں کا انتخاب۔ ۸۰ نعتیں۔ امیر مینائی کے فنِ نعت گوئی پر تحقیقی مقدمہ۔ صفحات ۹۶۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۸۷

**ماہنامہ "نعت" میں شامل انتخاب۔** نعت کیا ہے، مدینۃ الرسول ﷺ نعتِ قدسی، میلاد النبی ﷺ لاکھوں سلام، معراج النبی ﷺ درود و سلام، ضیاء القادری، حسن رضا بریلوی، آزاد بیکانیری، غریب سہارنپوری، ستار وارثی، بہزاد لکھنوی، محمد حسین فقیر، اختر الحامدی، شیوا بریلوی، جمیل نظر، بے چین رجپوری، نعتیہ مسدس، نعتیہ رباعیات، آزاد نعتیہ نظم، تضمینیں، سراپائے سرکار ﷺ نعت ہی نعت، نور علیٰ نور، استغاثے اور نعت کیا ہے کے موضوعات پر انتخابِ نعت ماہنامہ "نعت" کے اب تک کے مختلف شماروں میں شائع ہوئے۔



## راجا رشید محمود کی دیگر مطبوعات

### ☆ دیگر مجموعہ ہائے کلام

○ ۱- راج دلارے (بچوں کے لئے نظمیں) ۱۹۸۵، ۱۹۸۷، ۱۹۹۱

○ ۲- منظومات۔ ۱۹۹۵

### ☆ اسلامی موضوعات پر کتابیں

○ ۱- احادیث اور معاشرہ (۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸ (بھارت میں بھی چھپی)

○ ۲- ماں باپ کے حقوق۔ ۱۹۸۵، ۱۹۹۳

○ ۳- حمد و نعت (تدوین) ۱۶ مضامین، ۴۹ منظومات۔ ۱۹۸۸

○ ۴- میلاد النبی ﷺ۔ ۱۸ مضامین، ۸۰ میلادیہ نعتیں۔ ۱۹۸۸

○ ۵- مدینۃ النبی ﷺ (تدوین) ۱۸ مضامین، ۵۷ منظومات۔ ۱۹۸۸

○ ۶- میرے سرکار ﷺ۔ ۱۹۸۷

○ ۷- حضور ﷺ اور بچے۔ ۱۹۹۳

○ ۸- تسخیرِ عالمین اور رحمتؐ للعالمین ﷺ۔ ۱۹۹۳

○ ۹- قرطاسِ محبت (حبِ رسول ﷺ کے مظاہر) ۱۹۹۲

○ ۱۰- سفرِ سعادت، منزلِ محبت (سفرنامہ حجاز) ۱۹۹۲

○ ۱۱- میلادِ مصطفیٰ ﷺ۔ ۱۹۹۱

○ ۱۲- عظمتِ تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ۔ ۱۹۸۷، ۱۹۸۸

○ ۱۳- دیارِ نور۔ ۱۹۹۵

○ ۱۴- حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ۔ ۱۹۹۵

### ☆ تاریخ اور تاریخی شخصیات پر کتابیں

○ ۱- اقبال و احمد رضا۔ مدحت گرانِ پیغمبر ﷺ۔ ۱۹۷۷، ۱۹۷۹، ۱۹۸۲ (کلکتہ) ۱۹۸۷

○ ۲- اقبال"، قائدِ اعظم" اور پاکستان۔ ۱۹۸۳، ۱۹۸۷

○ ۳- قائدِ اعظم" ------ افکار و کردار۔ ۱۹۸۵

○ ۴- تحریکِ ہجرت ۱۹۲۰ (تاریخی و تحقیقی تجزیہ۔ ۴۶۴ صفحات) ۱۹۸۲، ۱۹۸۶، ۱۹۹۴

### ☆ تراجم

○ ۱- الخصائص الکبریٰ۔ جلد اول و دوم (از علامہ سیوطی") ۱۹۸۲

○ ۲- فتوح الغیب (از حضرت غوث الاعظم") ۱۹۸۳

○ ۳- تعبیر الرؤیا (منسوب بہ امام سیرین") ۱۹۸۲

○ ۴- نظریۂ پاکستان اور نصابی کتب (تدوین و ترجمہ) ۱۹۷۱

# حضور ﷺ کے سیاہ فام رُفقا

## اظہر محمود (ڈپٹی ایڈیٹر ماہنامہ "نعت") لاہور کی منفرد کاوش

جس میں پہلی بار ان ۳۲ صحابۂ کرامؓ کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن کا رنگ سیاہ تھا لیکن دل نورِ اسلام سے منور و مستنیر تھے، جنہیں کائنات کے آقا و مولا ﷺ نے غلامی کی زنجیروں سے رہائی دے کر اپنے ساتھیوں کی صف میں شامل فرما لیا۔ جن میں سے کسی کو حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ "ہمارے آقا" کہہ کر پکارا کرتے تھے، کسی کے بارے میں حضور فخرِ موجودات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا کہ ان کی توجہ سے زمین و آسمان کا دائرہ قائم ہے۔ کسی کے متعلق ارشاد ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیش قیمت ہیں۔ کسی کو حضور سیدِ عالم ﷺ کی آخری خدمت کا موقع ملا۔ کسی کا بستر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بچھاتے، لپیٹتے تھے۔ ایسی ایک خاتون کو حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ماں کہا۔ ان میں ایک ایسی شخصیت بھی ہے جس کا مدفن زمین نہیں بنی، انہیں براہِ راست جنت میں پہنچا دیا گیا۔

☆ حضرت بلال بن رباح ☆ حضرت خالد بن رباح ☆ حضرت ہلال حبشی ☆ حضرت عبید حبشی ☆ حضرت ایمن ☆ حضرت اُسامہ بن زید ☆ حضرت رو بحل حبشی ☆ حضرت زید بن بولی ☆ حضرت نابل ☆ حضرت ابو ثعلبہ ☆ حضرت عامر بن فہیرہ ☆ حضرت انجشہ ☆ حضرت اسود حبشی ☆ حضرت عرار ☆ حضرت زرعہ ☆ حضرت زاہر بن حرام ☆ حضرت خفاف بن ندبہ ☆ حضرت اسلم حبشی ☆ حضرت یسار ☆ حضرت نفیع ابوبکرہ ☆ حضرت رباح اسود ☆ حضرت جعیل ☆ حضرت جعال ☆ حضرت عبداللہ حبشی ☆ حضرت سعد الاسود ☆ حضرت حمامہ ☆ حضرت غفیرہ ☆ حضرت اُمِ ایمن ☆ حضرت برکہ حبشیہ ☆ حضرت سعیرہ الاسدیہ اور ☆ حضرت نبعہ حبشیہ (رضی اللہ عنہم) کا تذکرہ۔

وفاقی وزارتِ مذہبی امور، اسلام آباد نے اس کتاب کے انگریزی ترجمے کو ممالکِ غیر، خصوصاً افریقی ممالک میں تبلیغِ اسلام کے لئے منتخب کیا ہے۔ صفحات ۱۱۲



--- ۱۹۹۱ کی صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب ---

# قوسِ قزح

## (اسلامی موضوعات پر دھنک رنگ مضامین)

**شہناز کوثر** ——— کی اس تصنیف میں

- حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ پاک میں ربیع الاول کے مہینے میں ہونے والے ۳۹ واقعات کا تفصیلی ذکر ہے۔
- حمد میں نعت کی اور نعت میں اظہارِ عجز کی صورتوں پر مضامین ہیں۔
- احادیث مقدسہ کے حوالے سے مدینہ طیبہ کی اہمیت پر بحث ہے۔
- درود پاک کی اہمیت و فضیلت پر کئی مضامین میں دلآویز انداز میں نئے زاویوں سے روشنی ڈالی گئی ہے۔
- انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کے سانس کی نالی اور پھیپھڑے پر کلمۂ طیبہ لکھا ہوا ہے۔
- اسلامی تعلیمات میں عدد کی اہمیت پر بصیرت افروز معلومات دی گئی ہیں۔
- حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والوں کو فنا فی النار کر کے تختہ دار کو چومنے والے غازیوں کی مشترکہ خصوصیات کا تفصیلی تجزیہ ہے۔

کتابت و طباعت خوبصورت، سادہ و پرکار سرورق

۱۹۲ صفحات، قیمت پچاس روپے

ناشر

**اختر کتاب گھر**

**اظہر منزل۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ۔ لاہور (کوڈ ۵۴۵۰۰)**

**فون ۷۴۶۳۶۸۴**

## قارئینِ کرام سے دُعا کی درخواست

میری صلاحیتیں والدین کے حُسنِ تربیت کے باعث نعت کی خدمت کے لئے مختص ہوئی ہیں اور ماہنامہ "نعت" لاہور کا اجرا میرے والدِ مرحوم راجا غلام محمدؒ (متوفی ۲۶ مئی ۱۹۸۸ بروز پیر) اور میری والدہ مرحومہ نور فاطمہؒ (متوفیہ ۱۹۔ اگست ۱۹۹۰ء بروز اتوار) کی اشیرباد سے ہوا۔ اس لئے اگر آپ کو ماہنامہ "نعت" میں کوئی چیز پسند آجائے تو ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

------ایڈیٹر

☆ PERSONAL ACEIDENT ☆ MISCELLANEOUS

THE ONLY PUBLIC LIMITED TARIFF
INSURANCE COMPANY OF BALUCHISTAN

Branches all over the Pakistan

ایسٹ ویسٹ انشورنس کمپنی لمیٹڈ

نقی آرکیڈ۔ شاہراہ قائد اعظم۔ لاہور

فون: 6306573-4-89

فیکس: 6361479



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شعار جس کا ثنائے رسولِ اکرم ہو
اس آدمی کی محبت خدا نصیب کرے

نعت سے محبت کرنے والی محترم
بہن **زینت خاتون** مرحومہ و مغفورہ
کے ایصالِ ثواب کے لیے

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ
مرحومہ کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کریں

**ملک خان محمد**

باٹا پور کالونی نمبر ۳
باٹا پور۔ لاہور۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۹۱

# ماہنامہ نعت لاہور

جنوری ۱۹۸۸ سے
باقاعدہ اشاعت

ہر شمارہ ۱۱۲ صفحات

سال میں تین خصوصی اشاعتیں
(چار چار سو صفحات سے زائد)

ہر ماہ چار رنگا
خوبصورت سرورق

اب تک
۱۱۹۵۲ صفحات
چھپ چکے ہیں

فی شمارہ : ۱۵ روپے
اشاعت خصوصی : ۶۰ روپے
زرِ سالانہ : ۲۰۰ روپے

اظہر منزل
نیو شالامار کالونی
ملتان روڈ لاہور۔